بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اسلام علیکم رحمت اللہ برکاتہ۔

محترم قارئین !!

قُرآن مجید اللہ پاک کی ایسی مُقدّس کتاب ہے جو ہمارے زندگی کے ہر شُعبہ میں ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ اِسکو پڑھنے اور سمجھنے کا ہر ایک خواہش مندر رہتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ اِتنی طویل کتاب تو ہے لیکن کِس طرح اِس سے اِستفادہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ کیسے اور کہاں سے اپنے سوالات کے جوابات مِل سکتے ہیں۔ ہزاروں ایسے سوالات ہر لمحہ ہمارے دماغ میں گردِش کرتے رہتے ہیں۔ اب رہا یہ سوال کے اُنھیں معلوم کیسے کیا جاسکتا ہے۔ ہزاروں کوششوں کے باوجود جب کوئی حل نظر نہیں آتا ہے تو مختلف لوگوں کے آگے اپنا دامن پھیلا کے اُن کے درباروں میں جاکر اپنے دل کا سکون تلاش کرتا ہے۔

حالانکہ اپنے خود کے گھروں میں قُرآن پاک کا خزانہ موجود ہے۔ خود وہ اُسے چُھپا کر رکھا ہے۔ مختلف جُزدانوں میں لپیٹ کر، گھروں کے طاقچوں میں اُٹھا کر رکھ دینے سے اُن سوالات کے جوابات اُس کو نہیں مِل سکتے۔ تب اِنسان اپنے ہاتھوں اور اپنی کم علمی کی وجہ سے اپنی پریشانیوں کو دور کرنے کی کوشش میں اپنے آپ میں بھٹکتا پھرتا ہے۔ اور یہ سوال اُس کے دماغ میں سرگرداں رہتا ہے کہ --کیوں میں اِتنا بے قرار اور پریشان ہوں ؟ حالانکہ میرے پاس قُرآن پاک کی دولت موجود ہے۔ اُس کے باوجود میری جھولی خالی ہے ۔ او مجھے وہ مدد کہاں سے مِل سکتی ہے جس کی مُجھے تلاش ہے۔ اگر ایسے خیالات آپ کے ذہن میں گردش کررہے ہیں تو مندرجہ ذیل تعارف سے آپ اِستفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

جیسا کہ ہم نے " تعارف " میں لکھا ہے کہ-- چونکہ خالق اکبر نے اِنسان کے ہر شک اور وسوسے دُور کرنے اور اُس کی رہنمائی کے لئے اپنا کلام اِپاک اپنے حبیبِ پاک ﷺ کے وسیلے سے ہم تک پُہنچایا ہے۔ اِس لئے ہم نے قُرآن مجید کی روشنی میں اِن سوالات کے جوابات درج کئے ہیں۔ ہر آیت کا نمبر اور سُورت کا نام لِکھا ہے۔ تاکہ قاری اگر مزید تفصیل چاہے تو قرآن مجید سے حاصل کرسکیں۔

نوٹ :-- قارئین سے گزارش ہے کہ خود بھی اِس سے مُستفید ہوں اور اِس کی کم از کم " دس " فوٹو کاپیز بنا کر لوگوں میں تقسیم کریں۔ دعوے کے کام میں بڑھ چڑ کر حصّہ لیں۔

اور قُرآن پاک کو ترجمہ سے روزانہ پڑھیں اور تحقیق کریں۔ اللہ پاک تحقیق کرنے والوں کو بہت پسند کرتا ہے اور روزانہ اِن سوالات کے جوابات کو اپنی عملی زندگی میں شامل کریں اور اپنے مسائیل کا حل تلاش کر کے دل کا سکون اور ثواب دارین حاصل کریں۔

--- اور ہمارے حق میں دُعا فرمائیں۔ جزاک اللہ خیر !!

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قرآنی زندگی

قرآن کے حقوق یہ نہیں ہیں کہ۔۔۔

۱ ۔۔ اُسے ریشمی جُزدان میں لپیٹ کر رکھّا جائے۔

۲ ۔۔ لڑکی کو جہیز میں دیا جائے۔

۳ ۔۔ قریب المرگ انسان کے لئے خاص سورت پڑھی جائے تاکہ دم نکلنے میں آسانی ہو۔

۴ ۔۔ عدالتوں میں قسم کھانے کے لئے اُٹھایا جائے۔

5 ۔۔ پریشانی کے وقت فال کھولی جائے۔

بلکہ اُس کے اصل حُقوق یہ ہیں :

۱ ۔۔اُس پر پُختہ ایمان رکھّا جائے اور اُس کی تعظیم کی جائے۔

۲ ۔۔ اُس کی تلاوت کی جائے۔

۳ ۔۔ اُسے سمجھا جائے اور اُس پر غور وفکر کیا جائے۔

۴ ۔۔ اُس پر عمل کیا جائے اور تمام معاملات اُس کے مطابق طے کیئے جائیں۔

۵ ۔۔ اُس کی تبلیغ اور اشاعت کی جائے۔

فہرست

صُبحِ زِندگی

داستانِ زِندگی

انجامِ زِندگی

اِنسانی زندگی کے تین دور ہیں۔ پہلا پیدائش سے قبل کا دور، جسے ہم نے صبحِ زِندگی لکھا ہے۔

دوسرا پیدائش سے موت تک کا دور، جسے داستانِ زِندگی سے تعبیر کیا ہے۔ اور تیسرا انجامِ زِندگی، جو مرنے کے بعد والے واقعات پر مُشتمل ہے۔ ان سب ادوار کے متعلق انسانی ذہن میں طرح طرح کے سوالات اُبھرتے رہتے ہیں۔ اور مُختلف اوقات میں وہ ان سوالات کے جوابات نہ پا کر مُضطرب ہو جاتا ہے۔ چُونکہ خالق اکبر نے انسان کے ہر شک اور وسوسے کو دُور کرنے اور اُس کی رہنمائی کے لئے

اپنا کلام پاک اپنے حبیب پاک ﷺ کے وسیلے سے ہم تک پہنچایا ہے۔اس لئے ہم نے قرآن مجید فرقان حکیم کی روشنی میں اِن سوالات کے جوابات درج کیئے ہیں۔ ہر آیت کا نمبر اور سورت کا نام لکھا ہے تا کہ پڑھنے والے اگر مزید تفصیل چاہتے ہوں تو قرآنِ مجید سے حاصل کر سکتے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صُبحِ زِندگی............

سوال:---

یا اللہ پاک اگر چہ کہ انسانی زندگی کی گھڑیاں غفلت میں گزرتی جارہی ہیں۔لیکن کبھی کبھی اُس کے تحت لشعور (sub-conscious) میں آپ کی محبت کا دیا روشن ہو جاتا ہے۔اور اُس کی روشنی میں اس کا وجدان (Intuition) آپ کی محبت سے جھوم اُٹھتا ہے اور انسان سمجھ نہیں پاتا کہ آخر اس کیفیت کی وجہ کیا ہے؟ اِس لئے وہ آپ کی طرف رجوع کرتا ہے کہ آپ اِس کی وجہ بتائیں۔ کیونکہ آپ ہی اُس کے خالق ہیں اور یہ راز صرف آپ ہی کو معلوم ہے۔

جواب :---

اور اے نبی ﷺ۔لوگوں کو یاد دلا وہ وقت جبکہ تمہارے رَبّ نے بنی آدم کی پُشتوں سے اُن کی نسل کو نکالا تھا۔اور انھیں خود اُن کے اُوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا: کیا میں تمھارا رَبّ نہیں ہوں؟ اُنھوں نے کہا " ضرور آپ ہی ہمارے رَبّ ہیں۔ہم اِس پر گواہی دیتے ہیں" یہ ہم نے اِس لئے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ : " ہم تو اِس بات سے بے خبر تھے " یا یہ نہ کہنے لگو کہ : " شرک کی اِبتداء تو ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے کی تھی۔اور ہم بعد کو اُن کی نسل سے پیدا ہوئے۔پھر کیا ہمیں اِس قصور میں پکڑتے ہیں جو غلط کار لوگوں نے کیا تھا۔ دیکھو اِس طرح ہم نشانیاں واضح طور پر پیش کرتے ہیں اور اِس لئے کرتے ہیں کہ یہ لوگ پلٹ آئیں۔"

(الاعراف آیت ۱۷۲-۱۷۴)

....

ا... اللہ کی ربوبیت کا خیال انسان کے تحت الشعور میں موجود ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ وہ انسانی زندگی کے ہر دور میں زمین کہ ہر خطہ ہر بستی۔ ہر پُشت اور ہر نسل میں اُبھرتا رہا ہے اور دُنیا کی کوئی طاقت اُسے محو کر دینے میں کامیاب نہیں ہو سکی ہے۔ اُس کو اُبھرنے اور ظہُور میں آنے اور عملی صورت اختیار کر لینے کے لئے ایک خارجی اپیل کی ہمیشہ ضرورت رہی ہے۔ چنانچہ انبیاء علیہم السّلام اور کُتب آسمانی اور اُن کی پیروی کرنے والے داعیانِ حق سب کے سب یہی خدمت انجام دیتے رہے ہیں۔ اِسی لئے اُن کو قرآن میں مُزکّر (یاددلانے والے) ذِکر (یاد) تذکیر (یاددہانی) کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ انبیاء اور کتابیں اور داعیانِ حق انسان کے اندر کوئی نئی چیز پیدا نہیں کرتے۔ بلکہ اُسی چیز کو اُبھارتے ہیں اور تازہ کرتے ہیں جو اُن کے اندر پہلے سے موجود تھی۔ نفسِ اِنسانی کی طرف سے ہر زمانے میں اِس تذکیر کا جواب بصورتِ لبیک ملنا اِس بات کا ثبوت ہے کہ اِس کے اندر فی الواقع کوئی عِلم چھپا ہوا تھا۔ جو اپنے پُکارنے والے کی آواز پہچان کر جواب دینے کے لئے اُبھر آیا۔ **(تفہیم القرآن جلد دوم۔ صفحہ ۹۸ ۔ ۹۹)**

....

سوال :--- یا اللہ پاک کیا ابتدائی دور کے اُس عہد کو یاد دلانے کا بھی آپ نے کوئی بندوبست کیا ہے۔ کیا کوئی شخص یا صحیفہ ایسا بھیجا گیا ہے۔ جو انسان کو اُس عہد کی یاد دلائے ؟

جواب :--- " اور یاد کرو اُس بات کو کہ اللہ نے عہد لیا تھا اُن لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی تھی کہ تم لوگ اِس کی تعلیم کو بیان کرو گے اور اِسے چھپاؤ گے نہیں"۔ **(آلِ عمران آیت۔ ۱۸۷)**

سوال : --- یا اللہ پاک آپ نے ساری مخلوقات میں سے انسان ہی کو کیوں حساب کتاب کا ذمہ دار اور جوب دہ بنایا ہے۔ جبکہ بڑے بڑے پہاڑ اور سمندر موجود ہیں۔ زمین و آسمان بھی ہیں۔ اور طرح طرح کی بے شمار ذی روح مخلوق بھی ہیں۔ لیکن آپ صرف اِنسان سے ہی اُس کے اَعمال کا حساب کیوں لیں گے ؟

جواب:--- (ا) "ہم نے اس امانت* کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تھا تو وہ اُسے اُٹھانے کے لئے تیار نہ ہوئے اور اُس سے ڈر گئے۔ مگر انسان نے اُسے اُٹھالیا۔ بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل* ہے۔
اِس بارِ امانت کو اُٹھانے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اللہ مُنافق مردوں اور عورتوں کو سزا دے۔
اور مومن مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول کرے۔ اللہ درگزر فرمانے والا اور رحیم ہے"۔ **(الاحزاب آیت ۷۲۔ ۷۳)**

(۲) " ہم نے تمہیں زمین میں اختیارات کے ساتھ بسایا۔ اور تمہارے لئے یہاں سامانِ زیست فراہم کیا۔ مگر تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو"۔ **(الاعراف آیت ۱۰)**

....

اِس جگہ امانت* سے مُراد وہ آزادی عمل اور اختیارت ہیں جو قُرآن مجید کی رُو سے انسان کو دیئے گئے ہیں۔ وہ اُن احکامات کو زمین میں نافذ کرنے کے لئے استعمال کرے۔
اُس آزادی کو اِستعمال کرنے کے لئے اُسے اپنی بے شُمار مخلوقات پر تصرف کے جو اختیارات دیئے ہیں اُن کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اِنسان خود اپنے اختیاری اعمال کا ذمہ دار قرار پائے

اور اپنے صحیح طرزِ عمل پر اجر کا اور غلط طرزِ عمل پر سزا کا مستحق ہے۔

یہ اختیارات چونکہ اِنسان نے خود حاصل نہیں کیئے ہیں بلکہ اللہ نے اُسے دیئے ہیں۔ اور اُن کے صحیح و غلط اِستعمال پر وہ اللہ کے سامنے جواب دہ ہے۔ اِس لئے قُرآن مجید میں دوسرے مُقامات پر بھی خلافت کے لفظ تحریر فرمایا ہے۔ **(تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ۔ ۱۳۶)**

(۲) جو شخص اِس اِمتحان گاہ (دُنیا) میں بے فکر ابن کر رہتا ہے اور کوئی اِحساس نہیں رکھتا کہ وُہ کتنی بڑی ذمہ داری کا بوجھ اُٹھائے ہوئے ہے۔ اور دنیا کی زندگی میں اپنے لئے کوئی رویہ انتخاب کرتے وقت جو فیصلے وُہ کرتا ہے۔ اُن کے صحیح یا غلط ہونے کے کیا نتائج نکلنے والے ہیں۔ اِس کو اللہ تعالیٰ اِس آیت میں ظلوم و جھول قرار دے رہا ہے۔ وہ جھول ہے کیونکہ اِس احمق نے اپنے آپ کو غیر ذمہ دار سمجھ لیا ہے اور وہ ظلوم ہے کیونکہ وہ خود اپنی تباہی کا سامان کر رہا ہے۔ اور ساتھ نہ معلوم کتنے اور لوگوں کو لے ڈوبنا چاہتا ہے۔

(تفہیم اَلقران جلد چہارم صفحہ۔ ۱۳۷)

سوال :--- **یا اللہ پاک** آپ کے ارشادات سے یقین ہو گیا کہ اِنسان اِس کائینات میں ایسے ہی پیدا نہیں کیا گیا۔ بلکہ اُسے وہ قوتیں اور صلاحیتیں ودیعت کی گئی ہیں جن سے دوسری مخلوق محروم ہے۔ اِس لئے آپ بتا دیجئے کہ اِس کائنات میں اِنسان کی پوزیشن کیا ہے۔ یعنی اُس کا درجہ اور مرتبہ اِس دُنیا میں کیا اور کون سا ہے ؟

جواب :--- **(۱)** " پھر ذرا اُس وقت کا تصور کرو۔ جب تمہارے ربّ نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں ایک __خلیفہ__* بنانے والا ہوں"۔ **(البقرۃ آیت ۔ ۳۰)**

(۲) "وہی تو ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ **(فاطر آیت ۔ ۳۹)**

---

* **خلیفہ** وہ ہے جو کسی کی مِلک (ملکیت) میں اُس کے دیئے ہوئے اختیارات اُس کے نائب کی حیثیت سے استعمال کرے۔ خلیفہ مالک نہیں ہوتا۔ بلکہ اصل مالک کا نائب ہوتا ہے۔ اُس کے اختیارات ذاتی نہیں ہوتے۔ بلکہ مالک کے عطا کردہ ہوتے ہیں۔ وہ اپنے منشاء کے مطابق کام کرنے کے کا اختیار نہیں رکھتا۔ بلکہ اُس کا کام مالک کے منشاء کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ اگر وہ خود اپنے آپ کو مالک سمجھ بیٹھے اور تفویض کردہ اختیارات کو من مانے طریقے سے اِستعمال کرنے لگے، یا اصل مالک کے سوا کسی اور کو مالک تسلیم کر کے اُس کی منشاء کی پیروی اور اُس کے احکام کی تعمیل کرنے لگے تو یہ سب غداری اور بغاوت کے افعال ہوں گے۔ **(تفہیم القران جلد اوّل صفحہ ۶۲)**

اپنے اِس اِرشادات میں اللہ پاک نے اِنسان کی حقیقت اور کائینات میں اُس کی حیثیت ٹھیک ٹھیک بیان فرما دی ہے۔

سوال :--- **یا اللہ پاک** اِنسان کی پیدائیش سے پہلے کون سی ذی روح اور ذی شعور مخلوق موجود تھی ؟

جواب:--- فرشتے (نُوری مخلوق) ۔ جنّات (ناری مخلوق)

سوال :---یا اللہ پاک جب آپ نے اِنسان اوّل کی پیدائیش اور اُس کی کائنات میں پوزیشن کا اعلان کیا تو کیا اُس وقت کسی ذی شعور مخلوق نے اُس کے متعلق کچھ کہا تھا ؟

جواب:--- " تب فرشتوں نے عرض کیا :

کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرّر کرنے والے ہیں۔ جو اِس اِنتظام کو بگاڑ دے گا۔ اور خونریزیاں کرے گا ؟
آپ کی حمد و ثناء کے ساتھ تسبیح اور آپ کے لئے تقدیس تو ہم کر ہی رہے ہیں"۔ (البقرۃ آیت ۳۰)

سوال :--- **یا اللہ پاک** پھر آپ نے اُن سے کیا اِرشاد فرمایا تھا جس کے بعد وہ خاموش اور مطمئن ہو گئے۔

جواب :--- فرمایا! " میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے*"۔ **(البقراۃ آیت ۳۰)**

....

* فرمایا : کہ خلیفہ مقرر کرنے کی ضرورت اور مصلحت کو میں جانتا ہوں۔ تم اِسے نہیں سمجھ سکتے۔ اپنی جن خدمات کا ذکر کر رہے ہو وہ کافی نہیں ہیں۔ بلکہ اُن سے بڑھ کر کچھ مطلوب ہے۔ اِس لئے اِس زمین میں ایک ایسی مخلوق پیدا کرنے کا اِرادہ کیا گیا ہے۔ جس کی طرف کچھ اختیارات منتقل کیئے جائیں۔ **(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۶۳)**

(انسان کو اِرادہ اور عمل کی آزادی بخشی۔ جبکہ فرشتے اِس سے محروم ہیں۔)

....

سوال :--- **یا اللہ پاک** آپ کی یہ میٹھی اور پیاری باتیں اِنسان کے من میں آپ کی محبت کا چراغ روشن کر دیتی ہیں۔ اور وہ یہ آرزو کرتا ہے کہ اپنے پیدائیش کا حال جانے۔ اِس لئے آپ اپنے لُطف و کرم سے اِنسان اوّل کی پیدائیش کا تھوڑا سا حال بتائیں۔ کہ اُن کی ابتداء کیسے ہوئی ؟

جواب :--- اِنسان کو اُس نے ٹھیکری جیسے سُوکھے سڑے ہوئے گارے سے بنایا۔ اور جن کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا۔ **(الرحمٰن ۔ ۱۵)**

سوال :--- **یا اللہ پاک** پھر اِس اِنسان اوّل کی نسل کس چیز سے چلائی ؟

جواب:--- اللہ نے اِنسان کی تخلیق کی ابتداء گارے سے کی۔ پھر اُس کی نسل ایک ایسی چیز سے چلائی جو حقیر پانی* کی طرح کا ہے۔
(السجدہ آیت ۸)

....

* یعنی پہلے اللہ نے براہِ راست اپنی قدرت سے اِنسان کو پیدا کیا۔ اور اُس کے بعد خُود اُسی انسان کے اندر تناسل کی یہ طاقت رکھ دی کہ اُس کے نُطفہ سے ویسے ہی اِنسان پیدا ہوتے چلے جائیں۔ ایک کمال یہ تھا کہ زمین کے مواد کو اُٹھا کر کے ایک تخلیقی حُکم سے اُس میں وہ زندگی اور شعور پیدا کر دیا۔ جس سے اِنسان جیسی ایک حیرت انگیز مخلوق وجود میں آ گئی۔ اور اللہ کا دوسرا کمال یہ ہے کہ آئیندہ مزید انسانوں کی پیدائیش کے لئے ایک ایسی عجیب مشینری خُود انسانی ساخت کے اندر رکھ دی۔ جس کی ترکیب اور کارگزاری کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ **(تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۳۹)**

....

سوال : --- **یا اللہ پاک** اِنسانوں کی یہ اَن گنت تعداد کس طرح وجود میں آ گئی ؟

جواب :--- "لوگو! اپنے رَبّ سے ڈرو۔ جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا۔ اور اُسی جان سے اُس کا جوڑا بنایا۔ اور اُن دونوں سے

بہت سے مرد اور عورت دُنیا میں پھیلا دیئے۔"　　　　(اَلنساء آیت۔١)

سوال :--- یااللہ پاک آپ تو خالق اکبر ہیں۔ آپ نے اِنسانِ اول کو مٹی کا پُتلا بنانے کے بعد پھر اُسے کس حال میں چھوڑا ؟

جواب :--- جب تیرے رَبّ نے فرشتوں سے کہا .. " میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں۔ پھر جب میں اُسے پوری طرح بنادوں۔ اور اُس میں اپنی رُوح پھونک دوں۔ تو تم اُس کے آگے سجدے میں گر جاؤ۔ اِس حُکم کے مطابق فرشتے سب کے سب سجدے میں گر گئے مگر ابلیس نے اپنی بڑائی کا گھمنڈ کیا اور وہ کافروں میں سے ہوگیا۔　　　　(ص۔ آیت ٧١ ۔ ٧٤)

سوال :--- یااللہ پاک یہ ابلیس کس جنس اور قوم سے تعلق رکھتا تھا ؟

جواب:--- وہ جنوں میں سے تھا۔ اِس لئے اپنے ربّ کی اطاعت سے نکل گیا۔　　　　(الکھف آیت۔٥٠)

سوال:--- یااللہ پاک آپ نے اِبلیس کی اِس نافرمانی پر کس طرح اُس سے باز پُرس کی اور اُسے کیا سزا دی تھی ؟

جواب:--- ربّ نے فرمایا : "اے اِبلیس تجھے کونسی چیز مجھ کو سجدہ کرنے سے مانع ہوئی تجھے بھی میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ اور اُس کو بھی۔ تو کیوں بڑا بن رہا ہے کیا تو اُنچے درجے کی ہستیوں میں سے ہے۔" ؟

اُس نے جواب دیا: "آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے۔ اور اِس کو مٹی سے "

ربّ نے فرمایا : " اچھا تو یہاں سے نکل جا۔ تو مردود ہے۔ اور تیرے اُوپر یومِ جزاء تک میری لعنت ہے۔"

وہ بولا : اے میرے ربّ، یہ بات ہے تو پھر مجھے اُس روز تک کی مُہلت دے دے جب یہ لوگ دوبارہ اُٹھائے جائیں گے۔"

ربّ نے فرمایا : " اچھا تجھے اُس روز تک کی مُہلت ہے۔ جس کا وقت مجھے معلوم ہے۔"

اُس نے کہا : " تیری عزّت کی قسم میں اِن سُب کو بہکا کر رہوں گا۔ بجز تیرے اُن بندوں کے کہ جنہیں تو نے خالص کرلیا ہے۔"

ربّ نے فرمایا : " تو حق یہ ہے اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں کہ میں جہنم کو تجھ سے اور اُن لوگوں سے بھر دوں گا۔ جو اِن اِنسانوں میں سے تیری پیروی کریں گے"۔　　　　(ص ۔ آیت ٧٥۔ ٨٥)

سوال :--- یااللہ پاک اِنسانِ اول کو آپ نے اِس قدر مراتب سے سرفراز فرمایا اور اِبلیس کو نافرمانی کی سزا بھی دی۔ مگر اِن دونوں کو اُس جہان (جنّت) سے اِس دُنیا میں کیسے اور کیوں منتقل کردیا اور اُنہیں اپنے مستقبل کے لئے کون سی ہدایت کی تاکہ وُہ بہتر انجام کو پہنچ سکیں ؟

جواب :--- پھر ہم نے آدم سے کہا کہ : " تم اور تمہاری بیوی دونوں جنّت میں رہو اور یہاں بفراغت جو چاہو۔ کھاؤ۔ مگر اُس درخت کا رُخ نہ کرنا۔ ورنہ ظالموں میں شمار ہو گے " آخر کار شیطان نے اُن دونوں کو اُس درخت کی ترغیب دے کر ہمارے حُکم کی پیروی سے ہٹادیا۔ اور اُنھیں اُس حالت میں نکلوا کر چھوڑا جس میں وہ تھے۔

ہم نے حُکم دیا کہ: " اب تم سب یہاں سے اُتر جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دُشمن ہو۔ اور تمہیں ایک خاص وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور وہیں گزر بسر کرنا ہے۔ اُس وقت آدم نے اپنے ربّ سے چند کلمات سیکھ کر توبہ کی۔ جس کو اُس کے

ربّ نے قبول کرلیا۔ کیونکہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے "۔

ہم نے کہا کہ : " تم سب یہاں سے اُتر جاؤ۔ پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے تو جولوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے اُن کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا۔ اور جو اِس کو قبول کرنے سے اِنکار کریں گے۔ اور ہماری آیتوں کو جُھٹلائیں گے۔ وہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں۔ جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

(البقرۃ ۳۵ ـ ۳۹)

سوال :--- یااللہ پاک انسان کو شیطان کے اُن ہتھکنڈوں اور اُس کی اُن چالبازیوں سے واقف کردے جن کے ذریعے سے وہ اِس کو بہکاتا۔ پھسلاتا اور اپنے جال میں جکڑ لیتا ہے۔ تاکہ وہ اِس شیطان کے خِلاف اپنی حفاظت کرنے کی پوری پوری کوشش کرتا رہے ؟

جواب:--- (۱) اِن کی مثال شیطان کی سی ہے کہ پہلے وہ اِنسان کو کہتا ہے کہ کُفر کر۔ اور جب اِنسان کُفر کر بیٹھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تجھ سے برّی اُلذّمہ ہوں۔ مُجھے تو اللہ ربّ العالمیں سے ڈر لگتا ہے۔ پھر دونوں کا انجام یہ ہوتا ہے کہ ہمیشہ کے لئے دونوں جہنّم میں جائیں گے۔ اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔ **(الحشر آیت ۱۶ ـ ۱۷)**

(۲) وہ بولا : " میرے رَبّ جیسا تو نے مُجھے بہکایا۔ اُسی طرح زمین میں اِن (اِنسانوں) کے لئے دلفریبیاں پیدا کر کے اِن سب کو بہکاؤں گا۔ سوائے تیرے اُن بندوں کے جنہیں تو نے اُن میں سے خالص کرلیا ہو"۔

رِبّ نے فرمایا : " یہ راستہ ہے جو سیدھا مُجھ تک پہنچتا ہے۔ بیشک جو میرے مُتّقی بندے ہیں اُن پر تیرا بس نہ چلے گا۔ تیرا بس تو صرف اُن بھکے ہوئے لوگوں ہی پر چلے گا جو تیری پیروی کریں۔ اور اُن سب کے لئے جہنّم کی وعید ہے۔ **(الحجر آیت ۳۹ ـ ۴۲)**

(۳) اس شیطان نے کہا : " کیا میں اُس کو سجدہ کروں جسے تُو نے مٹّی سے بنایا ہے ؟ "

پھر وہ بولا : " دیکھ تو سہی۔ کیا یہ اِس قابل تھا کہ تُو نے اُسے مُجھ پر فضیلت دی ؟ اگر تُو مجھے قیامت کے دن تک مُہلت دے تو میں اِس کی پوری نسل کی بیخ کنی کر ڈالوں گا۔ بس تھوڑے ہی لوگ مُجھ سے بچ سکیں گے۔"

اچّھا تو جا۔ اِن میں سے جو بھی تیری پیروی کریں۔ تجھ سمیت اُن سب کے لئے جہنم ہی بھرپُور جزاء ہے۔ تُو جس کو اپنی دعوت سے پھُسلا سکتا ہے پھُسلا لے۔ اُن پر اپنے سوار اور پیادے (۱) چڑھا * دے۔ مال اور اولاد میں اُن کے ساتھ (۲) ساجھا * لگا۔ اور اُن کو دعوؤں کے (۳) جال میں پھانس * ۔ اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سِوا اور کچھ بھی نہیں۔ یقیناً میرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار حاصل نہ ہوگا۔ اور توکّل کے لئے تیرا ربّ کافی ہے۔ **(بنی اِسرائیل آیت ۶۲ ـ ۶۵)**

(۴) لوگو ! زمین میں جو حلال اور پاک چیزیں ہیں اُنہیں کھاؤ۔ اور شیطان کے بتائے ہوئے راستوں پر نہ چلو۔ وہ تُمھارا کُھلا دشمن ہے۔ تمھیں بدی اور فحش کا حکم دیتا ہے۔ اور یہ سیکھاتا ہے کہ تم اللہ کے نام پر وُہ باتیں کہو۔ جن کے متعلق تمہیں علم نہیں ہے کہ وُہ اللہ نے فرمائی ہیں۔ (اَلبقرۃ آیت ۱۶۸ ۔ ۱۶۹)

---

* ۱۔ شیطان کے سواروں اور پیادوں سے مُراد وہ سب جن اور انسان ہیں جو بے شمار مختلف شکلوں اور حیثیتوں میں ابلیس کے مشن کی خدمت کر رہے ہیں۔

* ۲ ۔۔ یہ بڑا ہی معنی خیز فقرہ ہے جس میں شیطان اور اُس کے پیروں کے باہمی تعلق کی پوری تصویر کھینچ دی گئی ہے۔ جو شخص مال کمانے اور اُس کو خرچ کرنے میں شیطان کے اشاروں پر چلتا ہے۔ اُس کے ساتھ گویا شیطان مُفت کا شریک بنا ہوا ہے۔ محنت میں اُس کا کوئی حصّہ نہیں۔ جُرم اور گناہ اور غلط کاری کے بُرے نتائج میں وہ حصّہ دار نہیں۔ مگر اُس کے اشاروں پر یہ بے قوف اِس طرح چل رہا ہے جیسے اُس کے کاروبار میں برابر کا شریک بلکہ غالب شریک ہیں۔ اِس طرح اولاد آدمی کی اپنی ہوتی ہے۔ اور اُسے پالنے پوسنے میں سارے پاپڑ آدمی خُود بیلتا ہے۔ مگر شیطان کے اِشاروں پر وہ اِس اولاد کو گُمراہی اور بداخلاقی کی تربیت اِس طرح دیتا ہے گویا اِس اولاد کا تنہا وہی باپ نہیں ہے۔ بلکہ شیطان بھی باپ ہونے میں اُس کا شریک ہے۔ (تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۶۲۹)

*۳ ۔۔ یعنی اُن کو غلط اُمیدیں دِلا اور اُن کو جھوٹی توقعات کے چکّر میں ڈال۔ اُن کو سبز باغ دِکھا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

داستانِ زِندگی

سوال:--- یا اللہ پاک ہر اِنسان یہ چاہتا ہے کہ اُسے کوئی تکلیف نہ آئے۔ نہ اُس کے مال و دولت میں کمی ہو۔ اور وہ ساری احتیاطی تدبیریں بھی اختیار کرتا رہتا ہے۔ جن سے اُسے اُمید ہوتی ہے کہ وہ ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔ لیکن پھر بھی اُس کی اُمیدوں اور آرزؤں کے خلاف حادثات ہوتے رہتے ہیں۔ اِس میں آپ کی کیا مصلحت پوشیدہ ہے ؟

جواب:--- اور ہم ضرور تمہیں خوف و خطر۔ فاقہ کشی۔ جان و مال کے نُقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مُبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ اِن حالات میں جو کوئی صبر کریں گے۔ اور جب کوئی مصیبت پڑے۔ تو کہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں۔ اور اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ اُنہیں خوش خبری دے دو۔ اُن پر اُن کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی۔ اُس کی رَحمت اُن پر سایہ کرے گی۔ اور ایسے ہی لوگ راست رُو ہیں۔ (اَلبقرۃ آیت ۱۵۵۔۱۵۷)

سوال:--- یا اللہ پاک اِنسان سمجھتا ہے کہ مذہب کی چند ظاہری رسموں کو ادا کرنا اور صرف ضابطے کی تکمیل کے طور پر چند مقررہ مذہبی اعمال انجام دینا اور تقویٰ کی چند مشہور شکلوں کا مُظاہرہ کر دینا ہی نیکی ہے۔ اور آپ کو راضی کرنے کے لئے یہی کافی ہے۔ کیا انسانوں کی یہ بات آپ کو پسند ہے ؟ کیا اُس کی یہ سوچ صحیح ہے ؟

جواب:--- (ا) نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لئے یا مغرب کی طرف۔ بلکہ نیکی یہ ہے کہ : آدمی اللہ کو اور یومِ آخر اور ملائکہ اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اُس کے پیغمبروں کو دل سے مانے۔ اور اللہ کی محبت میں دِل پسند مال رِشتے داروں اور یتیموں پر۔ مسکینوں اور مُسافروں پر۔ مَدد کے لئے ہاتھ پھیلانے والوں پر۔ اور غُلاموں کی رہائی پر خرچ کرے۔ نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔ اور نیک وہ لوگ ہیں کہ : جب عہد کریں تو اُسے وفا کریں۔ اور تنگی و مُصیبت کے وقت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کریں۔ یہ ہیں راست باز لوگ۔ اور یہی لوگ مُتقی ہیں۔

(اَلبقرۃ آیت ۱۷۷)

(۲) نیکی تو اصل میں یہ ہے کہ آدمی اللہ کی ناراضگی سے بچے۔ (البقراۃ ۔ آیت ۱۸۹)

(۳) تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (خُدا کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنہیں تم عزیز رکھتے ہو۔ اور جو کُچھ تُم خرچ کروگے۔ اللہ اُس سے بے خبر نہ ہوگا۔ (آلِ عمران ۔ آیت ۹۲)

سوال :--- یااللہ پاک آپ تو سخی اور مہربان ہیں۔ مانگنے والے کو محروم نہیں رکھتے۔ اور جب کوئی مانگنے کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہے تو آپ اُسے خالی ہاتھ لوٹانا پسند نہیں فرماتے۔ کیا اِنسان دُنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی آپ سے مانگ سکتا ہے ؟

جواب:--- کوئی تو ایسا ہے جو کہتا ہے کہ: (۱) اَے ہمارے رب ہمیں دنیا میں ہی سب کُچھ دے دے ۔ ایسے شخص کے لئے آخرت میں کوئی حصّہ نہیں۔

اور کوئی کہتا ہے کہ: اے ہمارے رب ہمیں دُنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے۔ اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔ ایسے لوگ اپنی کمائی کے مُطابق (دونوں جگہ) حصّہ پائیں گے۔ اور اللہ کو حساب چُکاتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ (البقرۃ ۔ آیت ۲۰۰ ۔ ۲۰۲)

(۲) جو شخص ثواب دنیا کے اِرادہ سے کام کرے گا۔ اُس کو ہم دنیا ہی میں دیں گے۔ اور جو ثواب آخرت کے اِرادہ سے کام کرے گا۔ وہ آخرت کا ثواب پائے گا۔ اور شُکر کرنے والوں کو ہم اُن کی جزاء ضرور عطا کریں گے۔

سوال:--- یااللہ پاک چکنی چُپڑی باتیں کرنے والے۔ جھوٹی قسمیں کھانے والے اور اقتدار حاصل کرنے کے لئے ہر حربہ اِستعمال کرنے والے آخر ایسا کیوں کرتے ہیں۔ کہیں اُن کے دو رُخ تو نہیں ہوتے ؟ اور کیا اِنسانوں میں ایک رُخ والے لوگ بھی ہوتے ہیں ؟

جواب:--- انسانوں میں کوئی تو ایسا ہے : جس کی باتیں دُنیا کی زندگی میں تُمھیں بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ اور اپنی نیک نیّتی پر وہ بار بار خُدا کو گواہ ٹھراتا ہے۔ مگر حقیقت میں وُہ بدترین دشمن حق ہوتا ہے۔ جب اُسے اقتدار حاصل ہو جاتا ہے تو زمین میں اُس کی ساری دوڑ دھوپ اِس لئے ہوتی ہے کہ : فساد پھیلائے۔ کھیتوں کو غارت کرے۔ اور نسلِ انسانی کو تباہ کرے۔ حالانکہ اللہ (جسے وہ گواہ بنا رہا تھا) فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اور جب اُسے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر۔ تو اپنے وقار کا خیال اُسے گُناہ پر جما دیتا ہے۔ ایسے شخص کے لئے تو بَس جہنّم ہی کافی ہے۔ اور وہ بُہت بُرا ٹھکانا ہے۔ دوسری طرف اِنسانوں ہی میں سے کوئی ایسا بھی ہے۔ جو رَضائے اِلٰہی کی طلب میں اپنی جان کھپا دیتا ہے اور ایسے بندوں پر اللہ بُہت مہربان ہے۔ (البقرۃ ۔ آیت ۲۰۴ ۔ ۲۰۷)

سوال :--- یااللہ پاک لوگوں اور گروہوں میں اقتدار تبدیل کرتے رہنے میں کیا مصلحت ہے ؟

جواب : --- اگر اِس طرح اللہ اِنسانوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعے نہ ہٹاتا رہتا تو زمین کا نظام * بگڑتا۔ لیکن دُنیا کے لوگوں پر اللہ کا بڑا فضل ہے (کہ وہ اِس طرح دفع فساد کا اِنتظام کرتا رہتا ہے۔) (البقرۃ ۔ آیت ۲۵۱)

....

* یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین کا اِنتظام برقرار رکھنے کے لئے یہ ضابطہ بنا رکھا ہے کہ وہ اِنسانوں کے مختلف گروہوں کو ایک حد تک زمین میں غلبہ اور طاقت حاصل کرنے دیتا ہے۔ مگر جب کوئی گروہ حد سے بڑھنے لگتا ہے تو کسی دوسرے گروہ کے ذریعے سے وُہ اُس کا زور توڑ دیتا ہے اگر کہیں ایسا ہوتا کہ ایک قوم اور ایک پارٹی ہی کا اقتدار زمین میں ہمیشہ قائم رکھا جاتا اور اُس کی نفرتیں بہت زیادہ ہوتیں تو یقیناً مُلکِ خُدا میں فسادِ عظیم برپا ہو جاتا۔ **(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۱۹۱)**

سوال:--- **یا اللہ پاک** اپنے مال و دولت سے ہر کسی کو بڑی محبت ہوتی ہے۔ اور وہ اُسے ہر وقت بڑھانے کی فکر میں رہتا ہے۔ اِس بارے میں آپ کا ارشاد ہے ؟

جواب:---(۱) اے ایمان لانے والو ! جو کُچھ مال و دولت ہم نے تُم کو بخشا ہے۔ اُس میں سے ***خرچ** کرو۔ قبل اِس کے کہ وہ دِن آئے۔ جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی۔ نہ دوستی کام آئے گی۔ اور نہ سفارش چلے گی۔ اور ظالم اصل میں وہی ہیں جو ***کُفر** کی روش اختیار کرتے ہیں۔ **(البقرۃ ۔ آیت ۲۵۴)**

(۲) جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں صَرف کرتے ہیں۔ اُن کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے۔ اور اُس کی سات بالیں نِکلیں۔ اور ہر بال میں سو دانے ہوں۔ اِسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے بے حساب عطا فرماتا ہے۔ وہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی۔ جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے اور خرچ کر کے پھر احسان نہیں جتاتے۔ نہ دُکھ دیتے ہیں۔ اُن کا اجر اُن کے رَبّ کے پاس ہے۔ اور اُن کے لئے کسی رنج اور خوف کا موقع نہیں۔ ایک میٹھا بول اور کسی ناگوار بات پر ذرا سی چشم پوشی اُس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دُکھ ہو۔ اللہ بے نیاز ہے اور بُردباری اُس کی صِفت ہے۔ اے اِیمان والو ! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور دُکھ دے کر۔ اُس شخص کی طرح خاک میں نہ ملا دو۔ جو اپنا مال محض لوگوں کے دکھانے کی غرض سے خرچ کرتا ہے۔ اور نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ آخرت پر۔ اُس کے خرچ کرنے کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک چٹان تھی جس پر مٹّی کی تہ جمی ہوئی تھی۔ اُس پر جب زور کا مینہ برسا تو ساری مٹّی بہہ گئی۔ اور صاف چٹان رہ گئی۔ ایسے لوگ اپنے نزدیک خیرات کر کے جو نیکی کماتے ہیں۔ اُس سے کُچھ بھی اُن کے ہاتھ نہیں آتا۔ اور کافروں کو سیدھی راہ دکھانا اللہ کا دستور نہیں ہے۔ بخلاف اِس کے کہ جو لوگ اپنا مال محض اللہ کی رضا جوئی کے لئے دل کی پوری خوشی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔ اُن کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسی کسی سطحِ مُرتفع پر ایک باغ ہو۔ اگر زور کی بارش ہو جائے تو دوگنا پھل لائے اور اگر زور کی بارش نہ بھی ہو تو ایک ہلکی پھوار ہی اُس کے لئے کافی ہو جائے۔ تُم جو کُچھ کرتے ہو سب اللہ کی نظر میں ہے

(اَلبقرۃ ۔ آیت ۲۶۱۔۲۶۵)

(۳) شیطان تمہیں مُفلسی سے ڈراتا ہے۔ اور شرمناک طرزِ عمل اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ مگر اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کی اُمید دلاتا ہے۔ اللہ بڑا فراخ دَست اور دانا ہے۔ جس کو چاہتا ہے حِکمت عطا کرتا ہے۔ اور جس کو حِکمت ملی اُسے

حقیقت میں بڑی دولت مِل گئی۔ اِن باتوں سے صرف وہی لوگ سبق لیتے ہیں جو عقل مند ہیں۔ **(البقرۃ ۔ آیت ۲۶۸۔۶۹)**

(۴) دردناک سزا کی خوشخبری دو اُن کو جو سونے اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں۔ اور اُنھیں خُدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ ایک دن آئے گا کہ اُسی سونے چاندی پر جہنّم کی آگ دہکائی جائے گی۔ اور پھر اُسی سے اُن لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پِٹھوؤں کو داغا جائے گا۔ یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا۔ لو اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔ **(التوبہ۔ آیت ۳۵)**

....

* خرچ کرنے سے مُراد راہِ خُدا میں خرچ کرنا ہے۔

* یہاں **کُفر کی روش** اختیار کرنے والوں سے مُراد یا تو وہ لوگ ہیں جو خُدا کے حُکم کی اطاعت سے اِنکار کریں۔ اور اپنے مال کو اُس کی خوشنُودی سے عزیز تر رکھیں یا وہ لوگ جو اُس دن پر اعتقاد نہ رکھتے ہوں جس کے آنے کا خوف دلایا گیا ہے۔ یا پھر وہ جو اِس خیالِ خام میں مُبتلا ہوں کہ آخرت میں اُنھیں کسی نہ کسی نجات خرید لینے کا اور دوستی اور سفارش سے کام لے جانے کا موقع حاصل ہو ہی جائے گا۔

....

سوال :--- **یا اللہ پاک** اِنسان تو نہیں جانتا کہ اُس کی بھلائی کس چیز یا کام میں ہے۔ اور اُسے آپ سے مانگنے کی تمیز بھی نہیں ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ آپ سے کیا مانگا جائے۔ اِس لئے یا اللہ پاک اپنے نادان بندوں کو سِکھا دیجئے کہ آپ سے کیا مانگا کریں؟

جواب :---(۱) (ایمان لانے والو ! تُم یوں دُعا کیا کرو) اے ہمارے رَبّ ! ہم سے بُھول چُوک میں جو قصور ہو جائیں اُن پر گرفت نہ کر۔ مالک! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جُو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے۔ جس کا بار اُٹھانے کی ہم میں طاقت ہم میں نہیں ہے۔ وہ ہم پر نہ رکھ۔ ہمارے ساتھ نرمی کر۔ ہم سے درگُزر فرما۔ ہم پر رحم کر۔ تُو ہمارا مولیٰ ہے کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔ **(البقرۃ۔ آیت ۲۸۶)**

(۲) اور سچ یہ ہے کہ کسی چیز سے صحیح سبق صرف دانشمند لوگ ہی حاصل کرتے ہیں کہ : پروردگار ! جب تُو ہمیں سیدھے راستہ پر لگا چُکا ہے۔ تو پھر کہیں ہمارے دِلوں کو گناہوں میں مُبتلا نہ کیجئے۔ ہمیں اپنے خزانہ فیض سے رحمت عطا کر کہ تُو ہی فیض حقیقی ہے۔ پروردگار ! تُو یقیناً سب لوگوں کو ایک روز جمع کرنے والا ہے۔ جس کے آنے میں کوئی شُبہ نہیں۔ تُو ہر گز اپنے وعدہ سے ٹلنے والا نہیں ہے۔ **(آل عمران ۔ آیت ۸۔۹)**

سوال :--- **یا اللہ پاک** انسان کو مال و دولت کی مَحبّت نے اندھا کر رکھا ہے۔ اور وہ یہ نہیں جانتا کہ اُس کے لئے بہتر کیا ہے۔ آپ اپنے لُطف و کرم سے اُسے بتا دیجئے کہ انسانوں کے لئے سب سے اچھی کون سی چیز ہے ؟

جواب:--- لوگوں کے لئے اپنی دلی خواہشوں میں عورتیں۔ اولاد ۔ سونے چاندی کے ڈھیر۔ پسندیدہ گھوڑے۔ مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوبصورت بنا دی گئی ہیں۔ مگر یہ سب دُنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں۔ حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔ کہو۔۔۔۔ میں تمہیں بتادوں کہ اِن سے اچھی چیز کیا ہے ؟ جو لوگ تقویٰ کی روش اختیار کریں۔ اُن کے

رَبّ کے پاس باغ ہیں۔جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔وہاں اُنہیں ہیشگی کی زندگی حاصل ہوگی۔پاکیزہ بیویاں اُن کی رفیق ہوں گی۔اور اللہ کی رضا سے وہ سرفراز ہوں گے۔اللہ اپنے بندوں کے روّیے پر گہری نظر رکھتا ہے۔یہ وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ :

مالک۔۔۔ہم ایمان لائے ہماری خطاؤں سے درگزر فرما۔اور ہمیں آتش دوزخ سے بچالے۔یہ لوگ صبر کرنے والے ہیں۔نیک ہیں۔فرمانبردار ہیں اور فیّاض ہیں۔اور رات کی آخری گھڑیوں میں اللہ سے مغفرت کی دعائیں مانگا کرتے ہیں۔**(آلِ عمران۔آیت ۱۴۔۱۷)**

سوال:--- یااللہ پاک اِنسان کبھی کبھی طرح طرح کی باتیں سوچتا ہے۔اور اُس کے خیالات کی پرواز اُسے ہر وادی۔سمندر اور جنگل میں لئے لئے پھرتی ہے۔اِس طرح بعض ایسی باتیں بھی اُس کے ذہن میں آتی ہیں۔جنہیں آپ ناپسند فرماتے ہیں۔اور بعض اوقات کئی ایسی باتیں بھی اُس کی سوچ کا محور بن جاتی ہیں۔جنہیں آپ پسند فرماتے ہیں۔اپنی رحمت کے صدقے میں بتا دیجے کہ اِس قسم کی متضاد سوچ کے متعلق آپ کیا اِرشاد فرماتے ہیں ؟

جواب:--- اَے نبی۔۔۔لوگوں کو خبردار کر دو کہ :تمہارے دلوں میں جو کُچھ ہے اُسے خواہ تم چھپاؤ یا ظاہر کرو۔اللہ بہر حال جانتا ہے۔زمین و آسمان کی کوئی چیز اُس کے علم سے باہر نہیں ہے۔اور اُس کا اقتدار ہر چیز پر حاوی ہے۔وہ دن آنے والا ہے۔جب ہر نفس اپنے کیئے کا پھل حاضر پائے گا۔خواہ اُس نے بھلائی کی ہو یا بُرائی۔اُس روز آدمی یہ تمنّا کرے گا کہ :

کاش۔۔۔ابھی یہ دن اُس سے بُہت دور ہوتا۔اللہ اپنے آپ سے ڈراتا ہے۔اور وہ اپنے بندوں کا نہائت خیر خواہ ہے۔

(آلِ عمران۔آیت ۲۹۔۳۰)

سوال:---یااللہ پاک جو اِنسان آپ کے حبیبِ پاک ﷺ سے محبت کرتا ہو۔اور اُمّید رکھتا ہو کہ اِس میں اُس کی بھلائی ہے۔کیا اُس کی یہ اُمید پھل لائے گی ؟

جواب:--- اَے نبیؐ۔۔۔ لوگوں سے کہہ دو کہ:اگر تم حقیقت میں اللہ سے مُحبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔اللہ تُم سے محبت کرے گا۔اور تمہاری خطاؤں سے درگُور فرمائے گا۔وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔ **(آلِ عمران۔آیت ۳۱)**

سوال:--- یااللہ پاک جنّت میں جانے کی خواہش تو ہر اِنسان کے دل میں لہریں لیتی رہتی ہے۔لیکن آپ کے اِرشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص جنّت میں نہ جاسکے گا۔۔اِس لئے آپ اپنی رحمت کے صدقے میں اُن لوگوں کی نشان دہی فرمادیں جو جنّت میں جانے کے مستحق ہیں۔تاکہ ہر اِنسان اِن صِفات کو اپنانے کی کوشش کرے ؟

جواب:--- دوڑ کر چلو اُس راہ پر جو تمہارے رَبّ کی بخشش اور جنت کی طرف جاتی ہے۔جس کی وُسعت زمین و آسمانوں جیسی ہے۔اور وہ اُن خُدا ترس لوگوں کے لئے مُہیّا کی گئی ہے جو : ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔خواہ وہ بدحال میں ہوں یا خُوشحال میں۔جو غُصّے کو پی جاتے ہیں۔اور دوسروں کے قصور مُعاف کر دیتے ہیں۔ایسے نیک لوگ اللہ کو بُہت پسند ہیں۔

اور جن کا حال یہ ہے کہ : کبھی کوئی فحش کام اُن سے سرزد ہو جاتا ہے۔یا کسی گُناہ کا اِرتکاب کر کے وُہ اپنے اُوپر ظلم کر بیٹھتے تو فوراً اُنہیں اللہ یاد آجاتا ہے۔اور اُس سے وہ اپنے قُصوروں کی معافی مانگتے ہیں۔کیونکہ اللہ کے سَوا اور کون ہے جو گُناہ معاف

کرسکتا ہو اور وہ اپنے کیئے پر اِصرار نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کی جزا اُن کے رَبّ کے پاس یہ ہے کہ --- وہ اُن کو معاف کردے گا۔ اور ایسے باغوں میں اُنہیں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اور وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ کیسا اچھا بدلہ ہے نیک عمل کرنے والوں کے لئے۔ تم سے پہلے بہت سے دور گزر چکے ہیں۔ زمین میں چل پھر کر دیکھو لو کہ اُن لوگوں کا کیا انجام ہُوا۔ جنھوں نے (اللہ کے احکام و ہدایات کو) جھٹلایا۔ یہ لوگوں کے لئے ایک صاف اور واضح تنبیہ ہے۔ اور جو اللہ سے ڈرتے ہوں۔ اُن کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔ **(آلِ عمران۔ آیت ۱۳۳ ۔ ۱۳۸)**

سوال:--- یا اللہ پاک اِنسانی غور و فِکر کے چند موضوعات تجویز کر دیجئے۔ تاکہ اُن کے ذریعے سے آپ کی معرفت حاصل کی جاسکے۔ اُسکی سوچ کا دھارا کسی غلط سمت نہ بہنے پائے۔۔ آپ تو بہت مہربان ہیں۔ اور اپنے بندوں کی بھلائی آپ کا دستور ہے ؟

جواب:--- زمین اور آسمانوں کی پیدائیش میں۔ رات اور دن کے باری باری آنے میں اُن ہوشمند لوگوں کے لئے بہت نشانیاں ہیں جو اُٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں خُدا کو یاد کرتے ہیں۔ اور آسمان اور زمین کی ساخت میں غور و فِکر کرتے ہیں (وُہ بے اختیار بول اُٹھتے ہیں) پروردگار یہ سُب کُچھ تو نے فُضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے۔ تو پاک ہے اِس سے کہ کوئی عبَث کام کرے۔ پس اے رَبّ ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ تُو نے جس کو دوزخ میں ڈالا۔ اُسے درحقیقت بڑی ذِلّت و رُسوائی میں ڈال دیا۔ اور پھر ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ مالک ہم نے ایک پُکارنے والے کو سُنا جو اِیمان کی طرف بُلاتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ اپنے رَبّ کو مانو۔ ہم نے اُس کی دعوت قبول کرلی۔ پس ہمارے آقا۔۔۔ جو قصور ہم سے ہوئے ہیں۔ اُن سے درگزر فرما۔ جو بُرائیاں ہم میں ہیں اُنہیں دور کردے۔ اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر۔ خُداوندا۔۔۔ جو وعدے تُو نے اپنے رسولوں کے ذریعے کیئے ہیں اُن کو ہمارے ساتھ پُورا کر۔ اور قیامت کے دن ہمیں رُسوائی میں نہ ڈالنا۔ بے شک تُو اپنے وعدے کے خِلاف کرنے والا نہیں ہے۔ **(آلِ عمران۔ آیت ۱۹۰۔۱۹۴)**

سوال:--- یا اللہ پاک اِنسان دوسروں کو نعمتوں سے مالا مال ہوتے ہوئے دیکھ کر خُوش نہیں ہوتا۔ اور چاہتا ہے کہ وُہ بھی اِیسی ہی نعمتوں سے نوازا جائے۔ کیا ایسی تمنا اُس کے لئے سُودمند ہے ؟

جواب:--- اور جو کُچھ اللہ نے تُم میں سے کسی کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ دیا ہے۔ اُس کی تمنّا نہ کرو۔ جو کُچھ مردوں نے کمایا ہے اُس کے مطابق اُن کا حِصّہ ہے۔ اور جو کُچھ عورتوں نے کمایا ہے اُس کے مطابق اُن کا حِصّہ ہے۔ ہاں اللہ سے اُس کا فضل مانگتے رہو۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا عِلم رکھتا ہے۔ **(اَلنِسَاء ۔ آیت ۳۲)**

سوال:--- یا اللہ پاک اگر کسی معاملے میں دو شخصوں کے درمیان کُچھ جھگڑا ہو جائے تو اُس کو ختم کرنے کی بہتریں صورت کیا ہے ؟

جواب:--- (ا) اے اِیمان والو۔۔۔ اِطاعت کرو اللہ کی اور رسول ﷺ کی اور اُن لوگوں کی جو تُم میں سے صاحبِ اَمر ہوں۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں اختلاف ہو جائے تو اُسے اللہ اور رسولؐ کی طرف پھیر دو۔ اگر واقعی اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔ **(اَلنِسَاء ۔ آیت ۵۹)**

(۲) اَے محمد ﷺ ۔۔۔ تمہارے رَبّ کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ آپؐ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں۔ پھر جو کچھ فیصلہ تم کرو اُس پر اپنے دِل میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں۔ بلکہ مکمّل قبول کریں۔(اَلنسآء۔۶۵)

(۳) جو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرے گا۔ وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے اِنعام فرمایا ہے۔ یعنی اَنبیاء ۔صِدّیقین شُہداء اور صالحین۔ کیسے اچّھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میّسر آئیں۔ یہ حقیقی فضل ہے۔ جو اللہ کی طرف سے ملتا ہے۔

اور حقیقت جاننے کے لئے بس اللہ ہی کا علم کافی ہے۔ (اَلنِّساء ۔آیت ۶۹۔۷۰)

سوال:--- یا اللہ پاک اِنسان کی بھلائی اور بُرائی کا منبع ومخزن کہاں ہے ؟

جواب:--- اے اِنسان تجھے جو بھلائی بھی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ کی عنایت سے ہوتی ہے۔ اور جو مُصیبت تجھ پر آتی ہے۔ وہ تیرے اپنے اعمال کی بدولت آتی ہے۔ (اَلنِّساء ۔ آیت ۷۶)

سوال:--- یا اللہ پاک آپ تو بُہت مہربان اور درگُزر کرنے والے اور غفور الرّحیم ہیں۔ کیا ایسا بھی کوئی گناہ ہے جسے آپ معاف نہیں کریں گے ؟

جواب:--- اللہ کے ہاں بَس شرک ہی کی بخشیش نہیں ہے۔ اِس کے سِوا سب کچھ مُعاف ہوسکتا ہے۔ جسے وہ معاف کرنا چاہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا وہ گُمراہی میں بُہت دور نکل گیا۔ (اَلنِساء ۔ آیت ۱۱۶)

سوال:--- یا اللہ پاک اِنسان اپنے رشتے داروں کے خلاف گواہی دینے سے ڈرتا اور اِنصاف سے کتراتا ہے۔ پھر اُس کا یہ فعل کہاں تک قابلِ قبول ہوسکتا ہے ؟

جواب:--- اے ایمان لانے والو ۔۔۔ اِنصاف کے علمبردار اور خُدا واسطے کے گواہ بنو۔ اگر چہ تمہارے اِنصاف اور تمہاری گواہی کی صِرف تمہاری اپنی خود کی ذات ہے۔ یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔ فریق مُعاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب۔ اللہ تُم سے زیادہ اُن کا خیر خواہ ہے کہ تُم اِس کا لحاظ کرو۔ لہذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو۔ اگر تم نے گُھما پھرا کے بات کہی یا سچّائی سے پہلو بچالیا تو جان رکھو کہ ۔۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اُس کی خبر ہے۔(اَلنِساء ۱۳۵)

سوال:--- یا اللہ پاک آپ نے اِنسان کی بھلائی کے لئے اُس پر دُنیا کی زندگی میں کچُھ پابندیاں بھی عاید کی ہوں گی۔ تا کہ وہ شُتر بے مہار کی طرح ایک وادی سے دوسری وادی میں جانہ نکلے۔ اور اُن پر عمل کرکے آپ سے اِنعام حاصل کرسکے۔ اُن میں سے کچُھ پابندیاں ہم پر بھی واضح کردیں۔ تا کہ ہم بھٹکنے نہ پائیں ؟

جواب:--- اے مُحمّد ﷺ ۔۔۔ اُن سے کہو کہ آؤ میں تمہیں سُناؤں تمہارے رَبّ نے تم پر کیا کیا پابندیاں عائد کیں ہیں ۔۔۔

(۱) یہ کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ (۲) اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ (۳) اور اپنی اولاد کو مُفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم تُمھیں بھی رِزق دیتے ہیں اور اُنکو بھی دیں گے۔ (۴) بےشرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ۔ خواہ وہ کُھلی ہوں یا چھُپی۔ (۵) اور کسی جان کو جِسے اللہ نے مُحترم ٹھیرایا ہے ہلاک نہ کرو مگر حق کے *ساتھ۔ یہ باتیں ہیں جن کی

ہدایت اُس نے تمہیں کی ہے۔شاید تم سمجھ بوجھ سے کام لو۔(۶) اور یہ کہ یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ۔مگر ایسے طریقے سے جو بہترین ہو۔یہاں تک کے وہ جوان ہوجائے۔ (۷) اور ناپ تول میں پُورا انصاف کرو۔ہم ہر شخص پر ذمہ داری کا اُتنا ہی بوجھ رکھتے ہیں۔جتنا اُس کے اِمکان میں ہو۔ (۸) اور جب بات کہو اِنصاف کی کہو۔خواہ مُعاملہ اپنے رشتہ دار ہی کا کیوں نہ ہو۔(۹) اور اللہ کے عہد کو پُورا کرو۔اِن باتوں کی ہدایت اللہ نے تمہیں کی ہے۔شاید کہ تم نصیحت قبول کرو۔(۱۰) نیز اُس کی ہدایت یہ ہے کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے۔لہٰذا تم اِسی پر چلو۔اور دوسرے راستوں پر نہ چلو۔کہ وہ اُس کے راستے سے ہٹا کر تمہیں پراگندہ کردیں گے۔یہ ہے وہ ہدایت جو تمہارے رَبّ نے تمہیں کی ہے۔شاید کہ تم غلط کاموں سے بچو۔ (اِلانعام آیت ۱۵۱۔۱۵۳)

....

*حق کے ساتھ۔یعنی انسانی جان جو درحقیقت خُدا کی طرف سے حرام ٹھرائی گئی۔ہلاک نہ کی جائے مگر حق کے ساتھ۔اب رہا یہ سوال کہ حق کے ساتھ کا کیا مفہوم ہے۔تو اِس کی تین صورتیں قُرآن میں بیان کی گئی ہیں۔اور دو صورتیں اِس میں زائد نبی ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔

قران کی بیان کردہ صُورتیں یہ ہیں ۔۔ (۱) اِنسان کسی دوسرے اِنسان کے قتل کا کرنے کا مُجرم ہو اور اُس پر قصاص کا حق قائم کیا گیا ہو۔ (۲) دینِ حق کے قیام کی راہ میں مُزاحم ہو اور اُس سے جنگ کئے بغیر چارہ نہ رہا ہو۔(۳) اِسلامی حکومت میں بدامنی پھیلائے یا اِسلامی نظامِ حکومت میں فساد پھیلائے یا اِسلامی نِظامِ حکومت کو اُلٹنے کی کوشش کرے۔

باقی دو صورتیں جو حدیث میں اِرشاد ہوئی ہیں۔وہ یہ ہیں ۔۔ (۱) شادی شُدہ ہونے کے باوجود زِنا کرے۔

(۲) اِن پانچ صُورتوں کے علاوہ کسی صورت میں اِنسان کا قتل دوسرے اِنسان کے لئے حلال نہیں خواہ مومن ہو یا ذمّی یا عام کافر ہو۔

(تفہیم اُلقرآن ۔جلد اوّل صفحہ۔۱۵۹۔۶۰۰)

....

سوال:--- یااللہ پاک عورت کی وجہ تخلیق کیا ہے ؟

جواب:---(۱) وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی کی جنس سے اُس کا جوڑ ا بنایا۔تا کہ اُس کے پاس سکون حاصل کرے۔ **(اَ لاعراف۔ آیت ۱۸۹)**

(۲) اور اُس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ۔۔۔اُس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تا کہ تم اُن کے پاس سکون حاصل کرو۔اور تمہارے درمیان مُحبت اور رحمت پیدا کردی۔یقیناً اِس میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔ **(اُلرّوم ۔ آیت ۲۱)**

(۳) اور وہ اللہ ہی ہے جس نے تُمہارے لئے تمہاری ہم جنس بیویاں بنائیں۔اور اُسی نے اُن بیویوں سے تمہیں بیٹے پوتے عطا کئے۔اور اچھی اچھی چیزیں تمہیں کھانے کو دیں۔پھر کیا یہ لوگ (یہ سب کچھ دیکھتے اور جانتے ہوئے بھی) باطِل کو مانتے ہیں۔ **(اُلنحل ۔ آیت ۷۲)**

(۴) اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نِکالا۔ اُس حالت میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے۔ اُس نے تمہیں کان دئے ، آنکھیں دیں اور سوچنے والے دِل دئے۔ اِس لئے کہ تُم شُکر گُزار بنو۔ (اَلنحل ۔ ۷۸)

سوال:--- یااللہ پاک اِنسان اپنی اولاد کے بارے میں کِس طرح شرک میں مُبتلا ہو جاتا ہے ؟

جواب:--- پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانک لیا تو اُسے ایک خفیف سا حمل رہ گیا۔ جسے لئے لئے وہ چلتی پھرتی رہی۔ پھر جب وہ بوجھل ہو گئی تو دونوں نے مِل کر اللہ۔۔۔ اپنے رَبّ سے دُعا کی کہ اگر تو نے ہم کو اچھا سا بچہ دیا تو ہم تیرے شُکر گزار ہوں گے۔ مگر جب اللہ نے اُنکو ایک صحیح و سالم بچہ دے دیا تو وہ اُس کی بخشش و عنایت میں دوسروں کو اُس کا شریک ٹھہرانے لگے۔ اللہ بہت بُلند و برتر ہے۔ اِن مُشرِکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ کیسے نادان ہیں یہ لوگ کہ اُن کو خُدا کا شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خُود پیدا کئے جاتے ہیں۔ (اَلاعراف ۔ آیت ۱۸۹۔۱۹۱)

سوال:--- یااللہ پاک مُتقی لوگ شیطان کی اُکساہٹ پر کیا کرتے ہیں ؟

جواب:--- اگر کبھی شیطان تمہیں اُکسائے تو اللہ کی پناہ مانگو۔ وہ سُننے والا اور جاننے والا ہے۔ حقیقت میں جو لوگ مُتقی ہیں اُن کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ کبھی شیطان کے اثر سے کوئی بُرا خیال اگر اُنھیں چھو بھی جاتا ہے۔ تو وہ فوراً چوکنے ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اُنھیں صاف نظر آنے لگتا ہے کہ اُن کیلئے صحیح طریقِ کار کیا ہے۔ (اَلاعراف ۔ آیت ۲۰۰۔ ۲۰۱)

سوال:--- یااللہ پاک سچے ایمان والوں کی چند نشانیاں بتا دیجئے تا کہ اِنسان اپنا محاسبہ کر سکے ؟

جوب:--- سچے اہلِ ایمان تو وہی لوگ ہیں۔ جن کے دِل اللہ کا ذکر سُن کر لرز جاتے ہیں۔ اور جب اللہ کی آیات اُن کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو اُن کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔ وہ اپنے رَبّ پر اعتماد رکھتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں۔ جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے۔ اُس میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ حقیقی مومن ہیں۔ اُن کے لئے اُن کے رَبّ کے پاس بڑے درجے ہیں۔ قصوروں سے درگُور ہے۔ اور بہترین رِزق ہے۔ (اَلانفال ۔ آیت ۲۔۴)

سوال:--- یااللہ پاک آپ کی اِطاعت اور آپ کے حبیب پاک حضرت مُحمد ﷺ کی تابعداری میں ماں باپ۔ مال و متاع اور عزیز و اقارب کی محبت کو کس حد تک قائم رکھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ دُنیا میں رہتے ہوئے اِن کی محبت بُہت دِلنشیں ہوتی ہے ؟

جواب:--- اَے لوگو۔۔ جو ایمان لائے ہو۔ اپنے باپوں اور بھائیوں کو بھی اپنا رفیق نہ بناؤ۔ اگر وہ ایمان پر کُفر کو ترجیح دیں۔ تم میں سے جو اُن کو رفیق بنائیں گے۔ وہی ظالم ہوں گے۔

اَے نبیؐ۔۔ کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ، بیٹے اور تمہارے بھائی اور بیویاں اور تُمہارے عزیز و اقارب اور تُمہارے مال تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کا ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے۔ اور تمہارے گھر جو تُم کو پسند ہیں۔ تم کو اللہ اور اُس کے رسولؐ اور اُس کی راہ کی جدّ وجہد سے عزیز تر ہیں۔

تو اِنتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے۔اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا۔(اَلتوبہ ۔آیت ۲۳۔۲۴)

سوال:--- یا اللہ پاک مومنوں کی چند صِفات اور اُن کے لئے چند اِنعامات ہمیں بتا دیجئے تا کہ اُن کی روشنی میں ہم اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو دور کریں۔اور ایسی صِفات اپنے اندر پیدا کرنے کی پُوری پُوری کوشش کرتے رہیں ؟

جواب:--- حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے اُن کے نفس اور اُن کے مال جنّت کے بدلے خرید لئے ہیں۔وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ، مارتے اور مرتے ہیں۔اُن سے (جنّت کا وعدہ) اللہ کے ذِمّے ایک پختہ وعدہ ہے۔

توراۃ اور اِنجیل اور قُرآن میں ہے۔اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پُورا کرنے والا ہو ؟ پس خوشیاں مناؤ اپنے اُس سودے پر جو تُم نے خُدا سے چُکا لیا ہے۔یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔اللہ کی طرف بار بار پلٹنے والے۔اُس کی بندگی بجالانے والے۔اُس کی تعریف کے گُن گانے والے۔اُس کی خاطر زمین میں گردش کرنے والے۔اُس کے آگے رکوع اور سجدے کرنے والے۔نیکی کا حُکم دینے والے۔بدی سے روکنے والے۔اور اللہ کے حدود کی حفاظت کرنے والے

(اِس شان کے ہوتے ہیں وہ مومن جو اللہ سے خرید و فروخت کا یہ معاملہ طے کرتے ہیں۔) اور اَے نبیؐ ۔۔اِن مومنوں کو خوش خبری دے دو۔ **(اَلتوبہ ۔ آیت ۱۱۱۔۱۱۲)**

سوال:--- یا اللہ پاک دُکھ اور سُکھ میں اِنسان کا طرزِ عمل مختلف ہوتا ہے۔کیا اِس کا اثر اُس کے انجام پر ہوگا ؟

جواب:--- (۱) اگر کہیں اللہ لوگوں کے ساتھ بُرا معاملہ کرنے میں بھی اُتنی ہی جلدی کرتا۔جتنی وہ اُن کے ساتھ بھلائی کرنے میں جلدی کرتا ہے تو : اُن کی مُہلتِ عمل کبھی کی ختم کر دی گئی ہوتی۔(مگر ہمارا یہ طریقہ نہیں ہے)اِس لئے ہم اُن لوگوں کو جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے۔اُن کی سرکشی میں بھٹکنے کے لئے چھُوٹ دے دیتے ہیں۔اِنسان کا حال یہ ہے کہ جب اُس پر کوئی سخت وقت آتا ہے تو کھڑے اور بیٹھے ہم کو پُکارتا ہے۔مگر جب ہم اُس کی مصیبت ٹال دیتے ہیں۔تو ایسا چل نکلتا ہے کہ گویا اُس نے کبھی اپنے کسی بُرے وقت پر ہم کو پُکارا ہی نہ تھا۔اِس طرح حد سے گُزر جانے والوں کے لئے اُن کے کرتوت خُوشنما بنا دئے گئے ہیں۔ **(یُونس ۔ آیت ۱۱۔ ۱۲)**

(۲) اگر کبھی ہم اِنسان کو اپنی رحمت سے نوازنے کے بعد پھر اُسے محروم کر دیتے ہیں تو وہ مایوس ہوتا ہے اور ناشکری کرنے لگتا ہے۔اور اگر مُصیبت کے بعد ہم اُسے نعمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو کہتا ہے کہ میرے تو سارے دلدر پار ہو گئے۔پھر وہ پھولا نہیں سماتا اور اَکڑنے لگتا ہے۔اِس عیب سے پاک اگر کوئی ہیں تو بس وہ لوگ جو صبر کرنے والے اور نیکو کار ہیں۔اور وہی ہیں جن کے لئے درگُزر بھی ہے اور بڑا اَجر بھی۔ **(ھُود ۔ آیت ۹۔ ۱۱)**

سوال:--- یا اللہ پاک اب یہ فیشن سا بن گیا ہے کہ ہر بڑا شخص اپنے نام سے ایک نئے اِزم کی بُنیاد رکھ کر اُس کا پرچار کرنے لگتا اور اُس کے ماننے والوں کا ایک گروہ اُس پر اِیمان لا کر اپنی ساری صلاحیتیں اُس کی سربُلندی کے لئے وقف کر دیتا ہے۔یہ لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں ؟

جواب:--- حقیقت یہ ہے کہ اُن میں سے اکثر لوگ محض قیاس وگُمان کے پیچھے چلے جا رہے ہیں۔ حالانکہ گُمان علمِ حق کی ضرورت کو کُچھ بھی پورا نہیں کرتا۔ جو کُچھ یہ کر رہے ہیں۔ اللہ اُس کو خُوب جانتا ہے۔ **(یُونس ۔ آیت ۳۶)**

سوال:--- **یا اللہ پاک** بعض اِنسان دُنیا کی بھلائی کے طالب ہوتے ہیں اور آخرت کی طرف سے غافل رہتے ہیں۔ کیا اُنہیں اِس دُنیا میں وہ سب کچھ ہی دیا جاتا ہے۔ جس کی وہ خواہش کرتے ہیں ؟

جواب:--- جو لوگ بس اِس دُنیا کی زندگی اور اِس کی خوشنمائیوں کے طالب ہوتے ہیں۔ اُن کی کارگُزاری کا سارا پھل ہم یہیں اُن کو دے دیتے ہیں۔ اور اِس میں اُن کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لئے آگ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ (وہاں معلُوم ہو جائے گا کہ) جو کچھ اُنہوں نے دُنیا میں بنایا۔ وہ سَب ملیامیٹ ہو گیا۔ اور اَب اُن کا سارا کیا دھرا محض باطل ہے۔ **(ھُود ۔ آیت ۱۵۔۱۶)**

سوال:--- **یا اللہ پاک** جو اِنسان یہ کہے کہ اللہ کے ساتھ خُدائی اور حقِ بندگی میں دوسرے بھی شریک ہیں۔ اور خُدا کو اپنے بندوں کی ہدایت اور گُمراہی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور ہم زندگی گُزارنے میں آزاد اور اپنی مرضی کے مالک ہیں اور اُس نے ہمیں محض کھیل کے طور پر پیدا کیا ہے اور یونہی ہم کو ختم کر دے گا۔ ہمیں کوئی جواب دہی نہیں کرنی ہے۔ اور نہ کوئی جزاء اور سزا ہے۔ بس مر گئے تو ختم ہو گئے۔ اَیسے لوگوں کا کیا حشر ہو گا ؟

جواب:--- اور اُس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹ گھڑے۔ ایسے لوگ اپنے رَبّ کے حضُور پیش ہوں گے اور گواہ وشہادت دیں گے کہ یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رَبّ پر جھوٹ گھڑا تھا۔ سنو --- خُدا کی لعنت ہے ظالموں پر۔ اُن ظالموں پر جو خُدا کے راستے سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ اُس کے راستے کو* <u>ٹیڑھا</u> کرنا چاہتے ہیں۔ اور آخرت کا اِنکار کرتے ہیں۔ **(ھُود ۔ آیت ۱۸۔ ۱۹)**

---

*ٹیڑھا یعنی وہ اُس سیدھی راہ کو جو اُن کے سامنے پیش کی جا رہی ہے پسند نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ یہ راہ کچھ اُن کی خواہشاتِ نفس اور اُن کے جاہلانہ تعصبات اور اُن کے اَوہام وتخیلات کے مُطابق ٹیڑھی ہو جائے تو وہ اسے قبول کریں۔ **(تفہیم القرآن جلد دوم۔ صفحہ ۳۳۱۔۳۳۲۔۳۳۳)**

سوال:--- **یا اللہ پاک** قرآنِ مجید میں بیان کردہ قصّے اور قوموں کے حالات اِنسان کو کیا کُچھ سوچنے کی دعوت دیتے ہیں ؟

جواب:--- اگلے لوگوں کے اِن قصّوں میں عقل وہوش رکھنے والوں کے لئے عِبرت ہے۔ جو کچھ قرآن میں بیان کیا جا رہا ہے یہ بناوٹی باتیں نہیں ہیں۔ بلکہ جو کتابیں اِس سے پہلے آئی ہوئی ہیں انہی کی تصدیق ہے۔ اور ہر چیز کی تفصیل اور ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ **(یُوسف ۔ آیت ۱۱۱)**

سوال:--- **یا اللہ پاک** قوموں کی تباہی میں کون سا اُصول کارفرما ہے ؟

جواب:--- حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا۔ جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔ اور جب

شامت لانے کا فیصلہ کرے۔ تو پھر کسی کے ٹالے نہیں ٹل سکتی۔ نہ اللہ کے مُقابلے میں ایسی قوم کا کوئی حامی و مددگار ہوسکتا ہے (الرّعد۔۱۱)

سوال:--- یااللہ پاک دانشمند اِنسانوں کی چند نشانیاں بتادیجئے تاکہ ہم اُن سے رہنمائی حاصل کریں ؟

جواب:--- بھلا یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ شخص جو تمہارے رَبّ کی اُس کتاب کو جو اُس نے تم پر نازل کی ہے۔ حق جانتا ہے اور وہ شخص جو اِس حقیقت کی طرف سے اندھا ہے۔ دونوں یکساں ہوجائیں۔ نصیحت تو دانشمند لوگ ہی قبول کیا کرتے ہیں۔ اور اُنکا طرزِ عمل یہ ہوتا ہے کہ : اللہ کے ساتھ اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ اُسے مظبوط باندھنے کے بعد توڑ نہیں ڈالتے۔ اُن کی روش یہ ہوتی ہے کہ : اللہ جن جن روابط کو برقرار رکھنے کا حُکم دیا ہے۔ اُنہیں برقرار رکھتے ہیں۔ اپنے رَبّ سے ڈرتے ہیں اور اِس بات کا خوف رکھتے ہیں کہ کہیں اُن سے بُری طرح حساب نہ لیا جائے۔ اُن کا حال یہ ہوتا ہے کہ اپنے رَبّ کی رضا کے لئے صبر سے کام لیتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں۔ ہمارے دئے ہوئے رِزق میں سے علانیہ اور پوشیدہ خرچ کرتے ہیں۔ اور بُرائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں۔ آخرت کا گھر اِن ہی لوگوں کے لئے ہے۔ یعنی ایسے باغ جو اِن کی ابدی قیام گاہ ہوں گے۔ وُہ خود بھی اِن میں داخل ہوں گے اور اُن کے آباؤ اجداد اور اُن کی بیویوں اور اُنکی اولاد میں سے جو جو صالح ہیں وہ بھی اُن کے ساتھ جائیں گے۔ ملائکہ ہر طرف سے اُن کے اِستقبال کے لئے آئیں گے اور اُن سے کہیں گے کہ: **"تُم پر سلامتی ہو۔** تُم نے دُنیا میں جس طرح صبر سے کام لیا اُس کی بدولت آج تم اِس کے مُستحق ہوئے ہو۔" پس کیا ہی خُوب ہے یہ آخرت کا گھر۔ رہے وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو مضبوط باندھنے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں۔ جو اِن رابطوں کو کاٹتے ہیں جنہیں اللہ نے جوڑنے کا حُکم دیا ہے۔ اور جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ وُہ لعنت کے مُستحق ہیں۔ اور اُن کے لئے آخرت کا بُہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

(اَلرّعد ۔ آیت ۱۹۔ ۲۵)

سوال:--- یااللہ پاک رِزق کی تقسیم کے سلسلے میں لوگ طرح طرح کی بے اِنصافیاں کرتے ہیں اور جورَ وظُلم سے کام لیتے ہیں اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم رِزق کی مُنصفانہ تقسیم کرتے ہیں۔ اِنسان کا یہ فعل کہاں تک نتیجہ خیز ثابت ہوسکتا ہے ؟

جواب:--- اللہ جس کو چاہتا ہے رِزق کی فراخی بخشتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے نپا تُلا رِزق دیتا ہے۔ یہ لوگ دُنیوی زندگی میں مگن ہیں۔ حالانکہ دُنیا کی زندگی آخرت کے مُقابلے میں ایک متاعِ قلیل کے سِوا کُچھ بھی نہیں۔ **(اَلرّعد۔ آیت ۲۶)**

سوال:--- یااللہ پاک اِنسان کے لئے حیات بعد الموت اور قیامِ حشر کیوں ضروری ؟

جواب:--- یہ لوگ اللہ کے نام سے کڑی کڑی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ :" اللہ کسی مرنے والے کو پھر سے زِندہ کرکے نہ اُٹھائے گا۔" اُٹھائے گا کیوں نہیں۔ یہ تو ایک وعدہ ہے۔ جسے پورا کرنا اُس نے واجب کرلیا ہے۔ مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور ایسا ہونا اِس لئے ضروری ہے کہ اللہ اُن کے سامنے اِس حقیقت کو کھول دے۔ جس کے بارے میں یہ اِختلاف کررہے ہیں۔ اور منکرینِ حق کو معلوم ہوجائے کہ وہ * جُھوٹے تھے۔

• **وہ جھوٹے تھے** ۔کی وضاحت اِس طرح کی گئی ہے کہ۔۔ یہ حیات بعد الموت اور قیامِ حشر کی عقلی اور اخلاقی ضرورت ہے۔دنیا میں جب سے اِنسان پیدا ہوا ہے۔ حقیقت کے بارے میں بے شمار اِختلافات رونما ہوئے ہیں۔اِنہی اختلافات کی بناء پر نسلوں اور قوموں اور خاندانوں میں پھوٹ پڑی ہے۔انہی کی بناء پر مختلف نظریات رکھنے والوں نے اپنے الگ مذہب ،الگ معاشرے ،الگ تمدن بنائے یا اختیار کئے ہیں۔ایک ایک نظریئے کی حمایت اور وکالت میں ہزاروں لاکھوں آدمیوں نے مختلف زمانوں میں جان۔مال۔اور آبرو ہر چیز کی بازی لگا دی ہے۔اور بے شمار مواقع پر ان مُختلف نظریات کے حامیوں میں ایسی سخت کشاکش ہوئی ہے کہ ایک نے دوسرے کو مِٹا دینے کی کوشش کی ہے۔اور مِٹنے والے تو مِٹتے مِٹتے بھی اپنا نقطہ نظر نہیں چھوڑا ہے۔عقل چاہتی ہے کہ ایسے اہم اور سنجیدہ اِختلافات کے متعلق کبھی تو صحیح اور یقینی طور پر معلوم ہو کہ فی الواقع اُنکے اندر حق کیا تھا۔اور باطل کیا۔راستی پر کون تھا اور ناراستی پر کون۔اِس دُنیا پر تو کوئی اِمکان اِس پردے کے اُٹھنے کا نظر نہیں آتا۔اِس دُنیا کا اِنتظام ہی کُچھ ایسا ہے۔کہ اِس حقیقت پر سے پردہ نہیں اُٹھ سکتا۔ لہٰذا لامحالا عقل کے اِس تقاضے کو پُورا کرنے کے لئے ایک دوسرا ہی عالم درکار ہے۔اور یہ صرف عقل کا تقاضا ہی نہیں ہے۔بلکہ اخلاق کا تقاضہ بھی ہے۔کیونکہ اِن اختلافات اور اِن کشمکشوں میں بہت سے فریقوں نے حصّہ لیا ہے۔کسی نے ظلم کیا ہے۔اور کسی نے سہا ہے۔کسی نے قُربانیاں کی ہیں اور کسی نے قربانیوں کو وصول کیا ہے۔ہر ایک نے اپنے نظریئے کے مطابق ایک اخلاقی رویّہ اختیار کیا ہے۔اور اِس سے اربوں اور کھربوں اِنسانوں کی زندگیاں بُرے یا بھلے طور پر متاثر ہوئی ہیں۔آخر کوئی وقت تو ہونا چاہیئے جب کہ اِن سب کا اخلاقی نتیجہ ملے یا سزا کی شکل میں ظاہر ہو۔اِس دنیا کا اِنتظام اگر صحیح اور مکمل اخلاقی نتائج کے ظہور کا متحمل نہیں ہے تو ایک دوسری دُنیا ہونی چاہیئے جہاں یہ نتائج ظاہر ہو سکیں۔

(تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۵۴۱-۵۵۲)

سوال:--- یا اللہ پاک دُکھ اور سُکھ میں اِنسان کا کردار مُختلف کیوں ہوتا ہے ؟

جواب:--- تم کو جو نعمت بھی حاصل ہے۔اللہ ہی کی طرف سے ہے۔پھر جب کوئی سخت وقت تم پر آتا ہے۔تو تُم لوگ خود اپنی فریادیں لے کر اُسی کی طرف دوڑتے ہو۔مگر جب اللہ اُس وقت کو ٹال دیتا ہے۔تو یکا یک تُم میں سے ایک گروہ اپنے رَبّ کے ساتھ دوسروں (اِس مہربانی کے شکریے میں) <u>شریک کرنے * لگتا ہے</u> تا کہ اللہ کے احسان کی ناشکری کرے۔اچھا مزے کر لو۔عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔

(اَلنحل - آیت ۵۳ - ۵۴)

---

* **شریک کرنے لگتا ہے** ۔یعنی اللہ کے شکریے کے ساتھ کسی بُزرگ یا کسی دیوی دیوتا کے شکریے کی بھی نیازیں اور نزریں چڑھانی شروع کر دیتا ہے۔اور اپنی بات بات سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ اُس کے نزدیک اللہ کی اِس مہربانی میں اُن حضرت کی مہربانی کا بھی دخل تھا۔بلکہ اللہ ہرگز مہربانی نہ کرتا۔اگر وہ حضرت مہربان ہو کر اللہ کو مہربانی پر آمادہ نہ کرتے۔

(تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۵۴۷)

سوال:--- یا اللہ پاک اگر آپ لوگوں کو اُن کی غلطیوں پر فوراً ہی پکڑ لیا کرتے تو کیا ہوتا ؟

جواب:--- (۱) اگر کہیں لوگوں کو اُن کی زیادتی پر فوراً ہی پکڑ لیا کرتا تو۔روئے زمین پر کسی مُتنفس کو نہ چھوڑتا۔لیکن وہ سب کو ایک مُقرّرہ مدّت تک مُہلت دیتا ہے۔پھر جب وہ وقت آجاتا ہے تو اُس سے کوئی ایک گھڑی بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔**(اَلنحل - ۶۱)**

(۲) اگر کہیں وہ لوگوں کو اُن کے کرتُوتوں پر پکڑتا تو زمین میں کسی مُتنفّس کو جیتا نہ چھوڑتا۔مگر وہ اُنہیں ایک مقرّرہ وقت تک کے لئے مُہلت دے رہا ہے۔پھر جب اُن کا وقت پورا ہو گا۔تو اللہ اپنے بندوں کو دیکھ لے گا۔ **(فاطر آیت ۴۵)**

سوال:--- یا اللہ پاک اِنسان اپنی بدبختی کا باعث ہمیشہ خارجی اثرات ومُحرکات کو ہی قرار دیتا ہے۔لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت اِس

کے خلاف ہے۔ آپ تو بہت مہربان ہیں۔ اِس لئے اِنسان کی بھلائی کی خاطر اِس حقیقت پر سے پردہ اُٹھا دیں ؟

جواب:--- ہر انسان کا شگون ہم نے اپنے گلے میں * لٹکا رکھا ہے۔ اور قیامت کے روز ہم ایک نوشتہ نکالیں گے۔ جسے وہ کھلی کتاب کی طرح پائے گا۔ پڑھ اپنا نامۂ اعمال۔ آج اپنا حساب لگانے کے لئے تُو خُود ہی کافی ہے (بنی اسرائیل۔ آیت ۱۳۔۱۴)

....

یہاں پر لٹکا رکھا ہے یعنی ہر انسان کی نیک بختی اور اُس کے انجام کی بھلائی اور بُرائی کے اسباب وہ جو خود اُس کی اپنی ذات میں ہی موجود ہیں۔ اپنے اوصاف، اپنی سیرت و کردار اور اپنی قوتِ تمیز۔ اور قوتِ فیصلہ و انتخاب کے اِستعمال سے وُہ خود ہی اپنے آپ کو سعادت کا مُستحق بھی بناتا ہے اور شقاوت کا بھی۔ نادان لوگ اپنی قسمت کے شگون باہر لئے پھرتے ہیں۔ اور ہمیشہ خارجی اسباب ہی کو اپنی بدبختی کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اُن کا پروانۂ خیر و شر اُن کے اپنے گلے کا ہار ہے۔ وہ اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھ لیں کہ جس چیز نے اُن کو بگاڑ اور تباہی کے راستے پر ڈالا۔ اور آخر کار نامُراد بنا کر چھوڑا۔ وہ اُن کے اپنے ہی بُرے اوصاف اور بُرے فیصلے تھے۔ نہ کہ باہر سے آکر کوئی چیز زبردستی اُن پر مُسلط ہوگئی تھی۔ (تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۴۔۶)

....

سوال:--- یا اللہ پاک بستیوں کی تباہی میں خُوشحال لوگ کیا کردار ادا کرتے ہیں ؟

جواب:--- جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا اِرادہ کرتے ہیں تو۔ اُس کے خوشحال لوگوں کو حُکم دیتے ہیں اور وُہ اُس میں نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں۔ تب عذاب کا فیصلہ اُس بستی پر چسپاں ہو جاتا ہے۔ اور ہم اُسے برباد کر کے *رکھ دیتے ہیں۔

(بنی اسرائیل ۔ آیت ۱۶)

....

یہاں پر برباد کر کے رکھ دیتے ہیں کو دراصل جس حقیقت پر متنبہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک معاشرے کو آخر کار جو چیز تباہ کرتی ہے۔ وہ اُس کے کھاتے پیتے خوشحال لوگوں اور اُونچے طبقوں کا بگاڑ ہے۔ جب کسی قوم کی شامت آنے کو ہوتی ہے تو اُس کے دولت مند اور صاحبِ اقتدار لوگ فسق و فجور پر اُتر آتے ہیں۔ ظُلم و ستم اور بدکاریاں اور شرارتیں کرنے لگتے ہیں۔ اور آخر کار یہی فتنہ پوری قوم کو لے ڈوبتا ہے۔ لہٰذا جو معاشرہ آپ اپنا دُشمن نہ ہو۔ اُسے فکر رکھنی چاہیئے کہ اُس کے ہاں اِقتدار کی باگیں اور معاشی دولت کی کُنجیاں کم ظرف اور بداخلاق لوگوں کے ہاتھوں میں نہ جانے پائیں۔ (تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۔ ۶۰۶)

....

سوال:--- یا اللہ پاک آپ تو سخی اور مہربان ہیں۔ اِس لئے آپ آخرت کے منکروں اور ماننے والوں۔ دونوں گروہوں کو ہی زندگی کا سامان دئے جا رہے ہیں۔ لیکن اِس بات کا صحیح فیصلہ کب اور کِس طرح ہوگا کہ اِن میں سے کامیاب گروہ کون سا ہے۔ اور ناکامی کی سزا کیا ہوگی ؟

جواب:--- جو کوئی *دُنیا کا خواہشمند ہو۔ اُسے ہم یہیں دے دیتے ہیں۔ جو کچھ بھی دینا چاہیں۔ پھر اُس کی قسمت میں جہنّم لکھ دیتے ہیں۔ جسے وہ تاپے گا۔ مُلامت زدہ اور رحمت سے *محروم ہو کر۔ اور جو آخرت کا خواہشمند ہو۔ اور اُس کے لئے

سعی کرے جیسی کہ اِس کے لئے سعی کرنی چاہیئے۔ اور ہو وہ مومن تو ایسے ہر شخص کی سعی مشکور ہوگی۔ اِن کو بھی اور اُن کو بھی۔ دونوں فریقوں کو ہم (دُنیا میں) سامانِ زیست دیئے جا رہے ہیں۔ یہ تیرے ربّ کا عطیہ ہے۔ اور تیرے ربّ کی عطا کو روکنے والا کوئی* نہیں ہے۔ مگر دیکھ لو دُنیا ہی میں ہم نے ایک گروہ کو دوسرے پر کیسی فضیلت دے رکھی ہے۔ اور آخرت میں اُس کے درجے اور بھی زیادہ بڑے ہوں گے۔ اور اُس کی فضیلت اور بھی زیادہ بڑھ *چڑھ کر ہوگی۔ (بنی اسرائیل۔ آیت ۱۸۔۲۱)

یہاں پر دُنیا کا خواہشمند سے مُراد دُنیا اور اُس کے فائدے ہیں۔
رحمت سے محروم۔۔۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص آخرت کو نہیں مانتا۔ یا آخرت تک صبر کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور اپنی کوششوں کا مقصود صرف دُنیا اور اُس کی کامیابیوں اور خوشحالیوں ہی کو بناتا ہے۔ اُسے جو کچھ بھی ملے گا بس دُنیا میں مل جائے گا۔ آخرت میں وہ کچھ نہیں پا سکتا۔ اور بات صرف یہیں تک نہ رہ جائے گی کہ اُسے کوئی خوشحالی آخرت میں نصیب نہ ہوگی بلکہ مزید برآں دُنیا پرستی اور آخرت کی جوابدہی و ذمہ داری سے بے پروائی اُس کے طرزِ عمل کو بنیادی طور پر ایسا غلط کرکے رکھ دے گی کہ آخرت میں وہ اُلٹا جہنم کا مُستحق ہوگا۔ روکنے والا کوئی نہیں۔۔۔ یعنی دُنیا میں رزق اور سامانِ زندگی دُنیا پرستوں کو بھی مل رہا ہے اور آخرت کے طلبگاروں کو بھی۔ عطیہ اللہ ہی کا ہے۔ کسی اور کا نہیں ہے۔ نہ دُنیا پرستوں میں یہ طاقت ہے کہ آخرت کے طلبگاروں کو رزق سے محروم کردیں۔ اور نہ آخرت کے طلبگار ہی میں یہ قدرت رکھتے ہیں کہ دُنیا پرستوں تک اللہ کی نعمت نہ پہنچنے دیں۔ بڑھ چڑھ ۔۔۔ یعنی دُنیا ہی میں یہ فرق نُمایاں ہو جاتا ہے کہ آخرت کے طلبگار دُنیا پرست لوگوں پر فضیلت اِس اعتبار سے نہیں ہے کہ اُن کے کھانے ،لباس ،مکان اور سواریاں اور تمدّن و تہذیب کے ٹھاٹھ اُن سے کچھ بڑھ کر ہیں۔ بلکہ اِس اعتبار سے ہے کہ یہ جو کچھ بھی پاتے ہیں۔ صداقت ، دیانت اور امانت کے ساتھ پاتے ہیں۔ اور وہ جو کچھ بھی پا رہے ہیں ظلم سے۔ بے ایمانیوں سے اور طرح طرح کی حرام خوریوں سے پا رہے ہیں۔ پھر اُن کو جو کچھ ملتا ہے وہ اعتدال کے ساتھ خرچ کرتا ہے۔ اُس میں سے حق داروں کے حقوق ادا ہوتے ہیں۔ اُس میں سے سائل اور محروم کا حصّہ بھی نکلتا ہے۔ اور اُس میں سے خُدا کی خوشنودی کے لئے دوسرے نیک کاموں پر بھی مال صرف کیا جاتا ہے۔ اِس کے برعکس دُنیا پرستوں کو جو کچھ ملتا ہے وہ بیش تر عیاشیوں اور حرام کاریوں اور طرح طرح فتنہ خیز کاموں میں پانی کی طرح بہایا جاتا ہے۔ اِس طرح تمام حیثیتوں سے آخرت کے طلبگار کی زندگی خُدا ترسی اور پاکیزگی اخلاق کا ایسا نمونہ پیش کرتی ہے جو پیوند لگے ہُوئے کپڑوں اور خس کی جھونپڑیوں میں بھی اِس قدر درخشاں نظر آتا ہے کہ دُنیا پرست کی زندگی اُس کے مقابلے میں ہر چشمِ بینا کو تاریک نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے جبار بادشاہوں اور دولت مند امیروں کے لئے بھی اُن کے ہم جنس انسانوں کے دلوں میں کوئی سچی عزّت اور محبت اور عقیدت کبھی پیدا نہ ہوئی۔ اِس کے برعکس فاقہ کش اور بوریا نشین غُربا کی فضیلت کو خود دُنیا پرست لوگ بھی ماننے پر مجبور رہو گئے۔ یہ کھلی کھلی علامتیں اِس حقیقت کی طرف اِشارہ کر رہی ہیں کہ آخرت کی پائیدار مُستقل کامیابیاں اُن دونوں گروہوں میں سے کس کے حصّے میں آنے والی ہیں۔

(تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۶۰۸)

سوال:--- یا اللہ پاک انسان یہ سمجھتا ہے کہ بس وہی آپ کی حمد و ثناء کرتا ہے کیونکہ وہ ذی شعور ہے۔ اور باقی تمام مخلوق اِس سعادت سے محروم ہے۔ حالانکہ وجدان یہ کہتا ہے کہ حقیقت اِس کے خلاف ہے آپ اِس سے پردہ اُٹھا دیں تا کہ اِنسان کی غلط فہمی دوُر ہو ؟

جواب:--- (۱) اُس کی پاکی تو ساتوں آسمانوں اور زمین اور ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں۔ جو آسمان و زمین میں ہیں۔ کوئی چیز ایسی نہیں جو اُس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کر رہی ہو۔ مگر تم اُس کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی بُردبار اور درگزر کرنے والا ہے۔ (بنی اسرائیل۔ آیت ۴۴)

(۲) کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ اور وہ پرندے جو پر پھیلائے

اُڑ رہے ہیں ؟ ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح کا طریقہ جانتا ہے۔اور یہ سب جو کچھ کرتے ہیں۔اللہ اُس سے باخبر رہتا ہے۔آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے۔اور اُس کی طرف سب کو پلٹنا ہے۔ **(اَلنّور۔ آیت ۴۱ ۔۴۲)**

سوال:--- یا اللہ پاک اپنے اَعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ ناکام و نامُراد لوگ کون ہیں ؟

جواب:--- (۱) اے محمدؐ اُن سے کہو۔کیا تمہیں بتائیں کہ اپنے اَعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامُراد لوگ کون ہیں ؟ وُہ کہ دُنیا کی زندگی میں جن کی ساری کوشیش وجدوجہد راہِ راست سے بھٹکی رہی۔اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رَبّ کی آیات ماننے سے اِنکار کیا۔اور اُس کے حضُور پیشی کا یقین نہ کیا۔اِس لئے اُن کے سارے اَعمال ضائع ہو گئے۔قیامت کے روز ہم اُنہیں کوئی وزن نہ دیں گے۔اُن کی جزاء جہنم ہے۔ **(الکھف۔آیت ۱۰۳۔۱۰۵)**

(۲) (بھلا کچھ ٹھکانا ہے اُس شخص کی گُمراہی کا) جس کے لئے اُس کا بُرا عمل خوشنما بنا دیا گیا ہو۔اور وہ اُسے اچھا سمجھ رہا ہو ؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ جسے چاہتا ہے گُمراہی میں ڈال دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے راہِ راست دکھا دیتا ہے۔ **(فاطر۔آیت ۸۰)**

سوال:--- یا اللہ پاک اِنسانوں میں سے کچھ لوگ یہ گُمان رکھتے ہیں کہ چونکہ آپ اُنہیں مال و دولت اور آل اولاد سے خوب نوازا ہے اِس لئے وہ آپ کے نزدیک بہت مقبول بندے ہیں۔اور اُن کے اَعمال بھی آپ کی بارگاہ میں مقبول ہیں۔آپ بتا دیجئے کہ اُن کے اِس گُمان کی حقیقت کیا ہے ؟

جواب:--- اُن لوگوں کو جب ہماری کُھلی کُھلی آیات سُنائی جاتی ہیں۔تو اِنکار کرنے والے اِیمان لانے والوں سے کہتے ہیں۔

" بتاؤ ہم دونوں گروہوں میں سے کون بہتر حالت میں ہے۔اور کِس کی مجلیس زیادہ شاندار ہیں۔" حالانکہ اِن سے پہلے ہم کتنی ہی ایسی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں۔جو اِن سے زیادہ سروسامان رکھتی تھیں اور ظاہری شان و شوکت میں اِن سے بڑھی ہوئی تھیں۔اِن سے کہو : جو شخص گُمراہی میں مُبتلا ہوتا ہے۔اُسے رحمان ڈھیل دیا کرتا ہے۔یہاں تک کہ جب ایسے لوگ وہ چیز دیکھ لیتے ہیں جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے۔خواہ وہ عذابِ الٰہی ہو یا قیامت کی گھڑی۔

تب اُنہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ کِس کا حال خراب ہے اور کِس کا کمزور۔اِس کے برعکس جو لوگ راہِ راست اختیار کرتے ہیں۔اللہ اُن کو راست روی میں ترقی عطا فرماتا ہے۔اور باقی رہ جانے والی نیکیاں ہی تیرے رَبّ کے نزدیک جزاء اور انجام کے اعتبار سے بہتر ہیں۔پھر کیا تو نے دیکھا اُس شخص کو جو ہماری آیات کو ماننے سے اِنکار کرتا ہے۔اور کہتا ہے کہ میں تو مال اور اولاد سے نوازا ہی جاتا رہوں گا۔کیا اُسے غیب کا پتہ چل گیا ہے۔یا اُس نے رحمان سے کوئی عہد لے رکھا ہے۔ہرگز نہیں۔جو کُچھ یہ بکتا ہے اُسے ہم دیکھ لیں گے۔اور اُس کے لئے سزا میں اور زیادہ اضافہ کریں گے۔جس سروسامان اور لاؤ لشکر کا یہ ذکر کر رہا ہے۔وہ سب ہمارے پاس رہ جائے گا۔اور یہ اکیلا ہمارے سامنے حاضر ہو گا۔ **(مریم ۔ آیت ۷۳۔۸۰)**

سوال:--- یا اللہ پاک بہت سے اِنسان یہ سمجھتے ہیں کہ آپ نے اِس دُنیا کو ایک کھیل تماشے کے طور پر بنایا ہے۔اور بس اِس کا تماشہ دیکھ رہے ہیں۔کیا اُن کا یہ خیال باطل اور سراسر گُمراہی نہیں ہے ؟

جواب:--- (۱) ہم نے اِس آسمان اور زمین کو جو کچھ بھی اِن میں ہے کچھ کھیل کے طور پر نہیں *بنایا ہے۔ اگر ہم کوئی کھلونا بنانا چاہتے۔ اور بس یہی کچھ ہمیں کرنا ہوتا تو اپنے ہی پاس سے *کر لیتے۔ (الانبیاء ۔آیت ۱۶۔۱۷)

(۲) ہم نے اِس آسمان اور زمین کو اور اِس دُنیا کو جو اُن کے درمیان ہے فضول پیدا نہیں کر دیا ہے۔ یہ تو اُن لوگوں کا گمان ہے جنہوں نے کُفر کیا ہے۔ اور ایسے کافروں کے لئے بربادی ہے جہنّم کی آگ سے۔ (صٓ ۔ آیت ۲۰)

....

بنایا ہے--- کا یہ تبصرہ ہے اُن (کفار) کے اُس پورے نظریۂ حیات پر جس کی وجہ سے وہ نبی ﷺ کی دعوت پر توجہ نہ کرتے تھے۔ اُن کا یہ خیال تھا کہ انسان دُنیا میں بس یوں ہی آزاد چھوڑ دیا گیا ہے جو کچھ چاہے کرے۔ اور جس طرح چاہے جئے۔ کوئی باز پُرس اُس سے نہیں ہونی ہے۔ کسی کو اُسے حساب نہیں دینا ہے۔ چند روز کی بھلی بُری زندگی گزار کر سب کو بس یونہی فنا ہو جانا ہے۔ کوئی دوسری زندگی نہیں ہے۔ جس میں بھلائی کی جزاء اور بُرائی کی سزا ہو۔ یہ خیال درحقیقت اِس بات کا ہم معنی تھا کہ کائینات کا یہ سارا نظام محض کسی کِھلنڈرے کا کھیل ہے۔ جس کا کوئی سنجیدہ مقصد نہیں ہے اور یہی خیال دعوت پیغبر سے اُن کی بے اعتنائی کا اصل سبب تھا۔ **(تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ ۱۵۱)**

(موجودہ زمانے میں بھی ایسے لوگوں کی کثرت ہے۔ جو اسے محض کھیل سمجھتے ہیں۔)

اپنے پاس سے کر لیتے--- یعنی ہمیں کھیلنا ہی ہوتا تو کِھلونے بنا کر ہم خود ہی کھیل لیتے۔ اُس صورت میں یہ ظُلم تو ہر گز نہ کیا جاتا کہ خواہ مخواہ ایک ذی شعور۔ ذمہ دار مخلوق کو پیدا کر ڈالا جاتا۔ اُس کے درمیان حق و باطل کی یہ کشمکش اور کھینچا تانیاں کرائی جاتیں اور محض اپنے لطف و تفریح کے لئے ہم دوسروں کو بلا وجہ تکلیفوں میں ڈالتے۔ تمہارے خُدا نے یہ دُنیا کچھ رومی اکھاڑے (Colosseum) کے طور پر نہیں بنائی ہے کہ بندوں کو درندوں سے لڑوا کر اور اُن کی بوٹیاں نچوا کر خُوشی کے ٹھٹھے لگائے۔

(تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ ۱۵۱)

....

سوال:--- یا اللہ پاک آپ کی ذات و صفات کے بارے میں جھگڑنے والے لوگ خُود کو بڑے دانشمند سمجھتے ہیں۔ اور بڑی باتیں بناتے اور اور لوگوں کو اپنا گرویدہ کر لیتے ہیں۔ کیا فی الحقیقت وُہ دانشمند ہیں۔ اور ایسے لوگوں کا کیا انجام ہوگا ؟

جواب:--- بعض اور لوگ ایسے ہیں جو کسی علم ، ہدایت اور روشنی بخشنے والی کتاب کے بغیر گردن اکڑائے ہوئے خُدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں تاکہ لوگوں کو راہِ خدا سے بھٹکا دیں۔ ایسے شخص کے لئے دُنیا میں بھی رُسوائی ہے۔ اور قیامت کے روز اُس کو ہم آگ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ یہ ہے تیرا وہ مستقبل جو تیرے اپنے ہاتھوں نے تیرے لئے تیار کیا ہے۔ ورنہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ (الحج ۔ آیت ۹۔۱۰)

سوال:--- یا اللہ پاک اِنسان آثارِ قدیمہ کو سیر گاہ اور عجوبہ سمجھ کر اُن میں دلچسپی تو لیتا ہے۔ لیکن اُن سے عبرت کیوں حاصل نہیں کرتا ؟

جواب:--- کتنی ہی خطا کار بستیاں ہیں جن کو ہم نے تباہ کیا ہے۔ اور آج وہ اپنی چھتوں پر اُلٹی پڑی ہیں۔ کتنے ہی کنوئیں بیکار اور کتنے ہی محل کھنڈر بنے ہوئے ہیں۔ کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ اُن کے دل سمجھنے والے اور اُن کے کان سُننے والے ہوتے ؟ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں۔ مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں۔ جو سینوں میں ہیں۔

(الحج ۔آیت ۴۵۔۴۶)

سوال:--- یا اللہ پاک ایمان لانے والوں کے لئے فلاح پانے والی چند باتیں بتادیجئے ؟

جواب:--- فلاح پائی ہے ایمان لانے والوں نے جو: اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔ لغویات سے دُور رہتے ہیں۔ زکوٰۃ کے طریقے پر عامل ہوتے ہیں۔ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں کے اور اُن عورتوں کے جو اُن کی مِلک یمین میں ہوں کہ اُن پر (محفوظ نہ رکھنے میں) وہ قابلِ ملامت نہیں ہیں۔ البتہ جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں۔ وہی زیادتی کرنے والے ہیں۔ اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کا پاس رکھتے ہیں۔ اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ وہ وارث ہیں جو میراث میں فِردوس پائیں گے۔ اور اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔ **(المومنون۔ آیت ۱۔۱۱)**

سوال:--- یا اللہ پاک آپ کے بھیجے ہوئے رسولوں نے جب بھی اپنی اپنی قوم کو حیات بعد الموت کی طرف توجہ دلائی۔ اور اُس پر ایمان لانے کے لئے کہا۔ تو سب قوموں میں سے ایک گروہ نے ہمیشہ اِس کا اِنکار کیا۔ اور آج بھی ایسے لوگ کثرت سے موجود ہیں جو اِس کے منکر ہیں۔ آخر یہ لوگ اِتنی بڑی حقیقت کا اِنکار کیوں کرتے ہیں ؟

جواب:--- (جب بھی کسی رسول نے دعوت دی تو) وہ کہنے لگے : یہ شخص کچھ نہیں ہے مگر ایک بشر تم ہی جیسا۔ جو کچھ تم کھاتے ہو وہی یہ بھی کھاتا ہے۔ اور جو کچھ تم پیتے ہو وہی یہ پیتا ہے۔ اب اگر تُم نے اپنے ہی جیسے ایک بشر کی اطاعت قبول کرلی تو تم گھاٹے میں ہی رہے۔ یہ تمہیں اطلاع دیتا ہے کہ جب تم مر کر مٹی ہو جاؤ گے۔ اور ہڈیوں کا پنجرہ بن کر رہ جاؤ گے۔ تو اُس وقت تم (قبروں سے) نکالے جاؤ گے ؟ بعید۔ بلکل بعید ہے۔ یہ وعدہ جو تم سے کیا جا رہا ہے۔ زِندگی کچھ نہیں ہے مگر بس یہی دُنیا کی زندگی۔ یہیں ہم کو مرنا اور جینا ہے۔ اور ہم ہرگز اُٹھائے جانے والے نہیں ہیں۔ یہ شخص خُدا کے نام پر جھوٹ گھڑ رہا ہے۔ اور ہم کبھی اِس کے ماننے والے نہیں ہیں۔ **(المومنون۔ آیت ۳۳۔۳۸)**

سوال:--- یا اللہ پاک مختلف مذاہب کس طرح وجود میں میں آئے ہیں ؟

جواب:--- اے پیغمبرو ! کھاؤ پاک چیزیں اور عمل کرو صالح۔ تم جو کچھ بھی کرتے ہو۔ میں اُس کو خوب جانتا ہوں۔ اور یہ تمہاری اُمّت ایک ہی اُمّت ہے۔ اور میں تمہارا ربّ ہوں۔ پس مجھ ہی سے تم *ڈرو۔ مگر بعد میں لوگوں نے اپنے دین کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کرلیا۔ ہر گروہ کے پاس جو کچھ بھی ہے اُس میں وہ *مگن ہے۔ اچھا تو اِنہیں چھوڑ دو۔ ڈوبے رہیں اپنی غفلت میں ایک وقتِ خاص تک۔ **(المومنون۔ آیت ۵۲۔۵۴)**

ڈرو ۔۔ تمہاری اُمّت ایک ہی اُمّت ہے یعنی تم ایک ہی گروہ کے لوگ ہو۔ اُمّت کا لفظ اُس مجموعۂ اَفراد پر بولا جاتا ہے۔ جو کسی اصل مُشترک پر جمع ہوں۔ انبیاء چونکہ اِختلافِ زمانہ و مقام کے باوجود ایک عقیدے۔ ایک دین اور ایک دعوت پر جمع ہوتے تھے۔ اِس لئے فرمایا گیا ہے کہ اِن سب کی ایک ہی اُمّت ہے۔ یہ سب لا اِلٰہ اِلّا اللہ کی دعوت دیتے تھے۔ اِس لئے اُن سب کا دین ایک تھا۔

وہ مگن ۔۔ یعنی جب نوح علیہ السّلام تک تمام انبیاء توحید اور عقیدۂ آخرت کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ تو لامحالہ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ نوعِ اِنسانی کا اصل دین یہی اِسلام ہے اور دوسرے تمام مذاہب جو آج پائے جاتے ہیں وہ اِسی کی بگڑی ہوئی صورتیں ہیں۔ جو اِس کی بعض صداقتوں کو مسخ کر کے اور اُس کے اندر بعض من گھڑت باتوں کا اِضافہ

کر کے بتائی گئی ہیں۔اب اگر غلطی پر ہیں تو وہ لوگ ہیں جو ان مذاہب کے گرویدہ ہو رہے ہیں نہ کہ وہ جو ان کو چھوڑ کر اصل دین کی طرف بُلا رہے ہیں۔

(تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ ۲۸۳)

....

سوال:---یا اللہ پاک جو لوگ جدیدّیت اور فیشن کے نام پر نئی نئی رسمیں اور نئے نئے نظریات کو رواج دیتے ہیں اُن کا کیا حال ہوگا ؟

جواب:---(۱) جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں کے گروہ میں فحش پھیلے اور وہ دُنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے *مُستحق ہیں۔

اللہ جانتا ہے اور تم نہیں ۔۔

***جانتے۔۔** **(اُلنور۔آیت ۱۹)**

(۲) اے لوگو ! جو ایمان لائے ہو شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو۔اُس کی پیروی کوئی کرے گا تو وہ فحش اور بدی ہی کا حکم دے گا۔

(اُلنور ۔ آیت ۲۱)

....

*** مُستحق ہیں۔۔** آیت کے الفاظ فحش پھیلانے کی تمام صورتوں پر حاوی ہیں۔اِن کا اطلاق عملاً بدکاری کے اڈّے قائم کرنے پر بھی ہوتا ہے۔اور بداخلاقی کی تربیت دینے والے اور اُس کے لئے جذبات کو اُکسانے والے قصّوں ، اشعار ، گانوں ، تصویروں اور کھیل تماشوں پر بھی۔نیز وہ کلب اور ہوٹل اور دوسرے ادارے بھی اُن کی زد میں آجاتے ہیں۔جن میں مخلوط رقص اور مخلوط تفریحات کا انتظام کیا جاتا ہے۔قُرآن صاف کہہ رہا ہے کہ یہ سب لوگ مُجرم ہیں۔صرف آخرت میں ہی نہیں دُنیا میں بھی اِن کو سزا ملنی چاہئے۔

***جانتے۔۔** یعنی تم لوگ نہیں جانتے کہ اِس طرح کی ایک ایک حرکت کے اثرات معاشرے میں کہاں کہاں تک پہنچتے ہیں۔کتنے افراد کو مُتاثر کرتے ہیں۔اور مجموعی طور پر اُن کا کِس قدر نُقصان اجتماعی زندگی کو اُٹھانا پڑتا ہے۔اِس چیز کو اللہ ہی خُوب جانتا ہے لہٰذا اللہ پر اعتماد کرو اور جن برائیوں کی ڈھونڈھ رہا ہے اُنھیں پوری قوت سے ہٹانے اور دبانے کی کوشش کرو۔یہ چھوٹی چھوٹی باتیں نہیں ہیں جن کے ساتھ رواداری برتی جائے۔دراصل یہ بڑی باتیں ہیں جن کا ارتکاب کرنے والوں کو سخت سزا ملنی چاہیئے۔

(تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ ۳۷۱)

....

سوال:---یا اللہ پاک جو لوگ آپ کے دربار میں حاضری کا یقین نہیں رکھتے وہ اِس پر یقین لانے کے لئے آپ سے کِس چیز کا مُطالبہ کرتے ہیں ؟ اور اگر اُن کے مُطالبات مان لئے جائیں۔تو پھر اُن کی کیا حالت ہوگی ؟

جواب:--- جو لوگ ہمارے حضُور پیش ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں ۔۔ " کیوں نہ فرشتے ہمارے پاس بھیجے جائیں۔یا پھر ہم اپنے رَبّ کو دیکھیں " بڑا گھمنڈ لے بیٹھے یہ اپنے نفس میں۔اور حد سے گُزر گئے یہ اپنی سرکشی میں۔جس روز یہ فرشتوں کو دیکھیں گے۔وہ مُجرموں کے لئے کسی بشارت کا دِن نہ ہوگا۔چیخ اُٹھیں گے پناہ بخُدا۔اور جو کچھ بھی اُن کا کیا دھرا ہے۔اُسے لے کر ہم غُبار کی طرح اُڑا دیں گے۔بس وہی لوگ جو جنّت کے مُستحق ہیں۔اُس دن اچھی جگہ ٹھہریں گے۔اور دوپہر گزارنے کو عُمدہ مقام پائیں گے۔آسمان کو چیرتا ہوا ایک بادل اُس روز نمودار ہوگا،اور فرشتوں کے پرے کے پرے اُتار دئے جائیں گے۔

رحمان کی وزاحت حدیث شریف میں یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: (اُس دن) اللہ تعالیٰ ایک ہاتھ میں آسمانوں اور دوسرے ہاتھ میں زمین کو لے کر فرمائے گا --- میں ہوں بادشاہ۔ میں ہوں فرمانروا ۔اب کہاں ہیں۔ وہ بادشاہ۔ کہاں ہیں وہ جبار۔ کہاں ہیں وہ متکبر لوگ۔

سوال:--- یا اللہ پاک جو شخص اپنی خواہش نفس کی اِس طرح تابعداری کرتا ہے۔ جس طرح آپ کی تابعداری کرنی چاہیئے ۔کیا اُس کے سُدھرنے کا امکان ہے ؟

جواب:--- کبھی تم نے اُس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا خُدا بنالیا ہو۔ کیا تم ایسے شخص کو راہِ راست پر لانے کا ذِمہ لے سکتے ہو ؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ اِن میں سے اکثر لوگ سُنتے اور سمجھتے ہیں ؟ یہ تو جانوروں کی طرح ہیں۔ بلکہ اِن سے بھی گئے گُزرے۔ (الفرقان ۔آیت ۴۴)

خواہشِ نفس کے بارے میں۔۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ "اِس آسمان کے نیچے اللہ تعالیٰ کے سوا جتنے معبود بھی پوجے جارہے ہیں۔ اُن میں اللہ کے نزدیک بدترین معبود وہ خواہشِ نفس ہے۔ جس کی پیروی کی جارہی ہو۔" نفس کا بندہ اور خوہشات کا غلام ایک شُتر بے مہار ہے۔ اُسے اُس کی خواہشات جدھر جدھر لے جائیں گی۔ وہ اُن کے ساتھ ساتھ بھٹکتا رہے گا۔ اُس کو سرے سے یہ فکر نہیں ہے کہ صحیح وغلط اور حق و باطل میں تمیز کرے۔ اور ایک کو چھوڑ کر دوسرے کو اختیار کرے۔ اُسے کون سمجھا سکتا ہے ؟

سوال:---یا اللہ پاک اپنے پسندیدہ بندوں کی چند خُوبیاں بتادیجئے ۔تا کہ ہم وہ راہ اختیار کرسکیں ؟

جواب:---رحمان کے اصلی بندے وہ ہیں --- جو زمین میں نرم چلتے ہیں۔ اور جاہل اُن کے مُنہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام۔ جو اپنے رَبّ کے حضُور سجدے اور قیام میں راتیں گُزارتے ہیں۔ جو دعائیں کرتے ہیں کہ--۔اے ہمارے رَبّ ! جہنّم کے عذاب سے ہم کو بچالے۔ اِس کا عذاب تو جان کا لاگو ہے۔ وُہ تو بڑا ہی بُرا مُستقر اور مقام ہے۔ جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فُضول خرچی کرتے ہیں نہ بُخل ۔ بلکہ دونوں کے درمیان اِعتدال پر قائم رہتے ہیں۔ جو اللہ کے سِوا کسی اور معبُود کو نہیں پُکارتے۔ اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے۔ اور نہ زِنا کے مُرتکب ہوتے ہیں۔ یہ کام جو کوئی کرے وہ اپنے گُناہ کا بدلہ پائے گا۔ قیامت کے روز اُس کو مُکرّر عذاب دیا جائے گا۔ اور اُس میں ذِلت کے ساتھ پڑا رہے گا۔ اِلّا یہ کہ کوئی (اُن گُناہوں کے بعد) توبہ کر چُکا ہو۔ اور اِیمان لا کر عملِ صالح کرنے لگا ہو۔ ایسے لوگوں کی بُرائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ اور وہ بڑا غفور رحیم ہے۔ جو شخص توبہ کرکے نیک عمل اختیار کرتا ہے۔ وہ اللہ کی طرف پلٹ آتا ہے جیسا کہ پلٹنے کا حق ہے۔ (اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے اور کسی لغو چیز پر اُن کا گُزر ہو جائے تو شریف آدمیوں کی طرح گُزر جاتے ہیں۔ جنہیں اگر اُن کے رَبّ کی آیات سُنا کر نصیحت کی جاتی ہے۔ تو وہ اُس پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں رہ جاتے۔ جو دعائیں مانگا کرتے ہیں کہ -- اے ہمارے رَبّ ! ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے۔ اور ہم کو پرہیزگاروں کا اِمام بنا۔ یہ ہیں وہ لوگ جو اپنے صبر کا پھل منزلِ بُلند کی شکل میں پائیں گے۔ آداب و تسلیمات سے اُن کا اِستقبال ہوگا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ وہاں رہیں گے۔ کیا ہی اچھا ہے وہ مُستقر اور وہ مُقام۔ (الفرقان۔آیت ۶۳ ۔ ۷۴)

سوال:--- یااللہ پاک شیاطین خاص طور پر کن لوگوں پر اُترتے ہیں ؟

جواب:--- لوگو ! کیا میں تُمہیں بتاؤں کہ شیاطین کِس پر اُترتے ہیں۔ وہ ہر جعل ساز بدکار پر اُترتے ہیں۔ سُنی سُنائی باتیں کانوں میں پھُونکتے ہیں۔ اور اُن میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔ (الشعرآء ۔ آیت ۲۲۲۔۲۲۳)

سوال:--- یااللہ پاک عام شُعراء کِس قسم کے اِنسان ہوتے ہیں ؟

جواب:--- ایسے شُعراء تو اُن کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ چلا کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں۔ اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہیں۔ بجز اُن لوگوں کے جو اِیمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا۔

(الشعرآء ۔ آیت ۲۲۶۔۲۲۷)

سوال:--- یااللہ پاک بے قراری اور مُصیبت کے وقت کیا کرنا چاہیئے ؟

جواب:--- کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے۔ جبکہ وہ اُسے پُکارے۔ اور کون اُس کی تکلیف رَفع کرتا ہے۔ اور (کون ہے جو) تمہیں زمین میں خلیفہ بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خُدا بھی (یہ کام کرنے والا) ہے ؟ تم لوگ کم ہی سوچتے ہو۔

(النحل ۔ آیت ۶۲ ۔ ۶۳)

سوال:--- یااللہ پاک لوگ آج بھی اپنے بڑے بڑے شہروں پر ناز کرتے ہیں۔ اور اپنی تہذیب وتمدن پر اُنہیں بڑا فخر ہے۔ کیا بڑے بڑے شہروں کو اپنی تباہی کا خطرہ نہیں ہوتا ؟

جواب:--- اور کتنی ہی ایسی بستیاں ہم تباہ کر چکے ہیں۔ جن کے لوگ اپنی معیشت پر اِترا گئے تھے۔ سو دیکھ لو۔ وہ اُن کے مسکن میں پڑے ہوئے ہیں۔ جن میں اُن کے بعد کم ہی کوئی بسا ہے۔ آخر کار ہم ہی وارث ہو کر رہے۔ (القصص ۔ آیت ۵۸)

سوال:--- یااللہ پاک اِنسان کہتا ہے جو کچھ اِس دُنیا میں مِل رہا ہے۔ اُس سے بہتر کا اِمکان نہیں ہے۔ اِس لئے وہ دن رات اِس جدّوجہد میں لگا رہتا ہے کہ یہاں خُوب سے خُوب تر اور بہتر سے بہترین کے حصُول میں کامیابی حاصل کرے۔ آخر اُس کی یہ سوچ کِس حد تک دُرست ہے ؟

جواب:--- تم لوگوں کو جو کچھ بھی دیا گیا ہے وہ محض دُنیا کی زندگی کا سامان اور اُس کی زینت ہے۔ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اِس سے بہتر اور باقی تر ہے۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے ہو ؟ بھلا وہ شخص جس سے ہم نے اچّھا وعدہ کیا ہو۔ اور وہ اُسے پانے والا ہو کبھی اُس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جسے ہم نے صِرف حیاتِ دُنیا کا سروسامان دے دیا ہو۔ اور پھر وہ قیامت کے روز سزا کے لئے پیش کیا جانے والا ہو۔ (القصص ۔ آیت ۶۰ ۔ ۶۱)

سوال:--- یااللہ پاک کسی ایسے مالدار بخیل اِنسان کا واقعہ بتایئے جس نے اِس قدر دولت رکھنے کے باوجود خیرات دینا گوارہ نہ کیا۔ اور آپ کی دی ہوئی دولت کو اپنی ذاتی کمائی سمجھا ؟

جواب:--- (ا) ایک دفعہ جب اِس (قارون) کی قوم کے لوگوں نے اُس سے کہا : "پھول نہ جا۔ اللہ پھُولنے والوں پسند نہیں کرتا۔

جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اُس سے آخرت کا گھر بنانے کی فِکر کر۔ اور دُنیا میں اپنا حصّہ فراموش نہ کر۔ اِحسان کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے۔ اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش نہ کر۔ اللہ مُفسدوں کو پسند نہیں کرتا۔" تو اُس نے کہا ! " یہ سب کچھ تو مُجھے اُس علم کی بناء پر دیا گیا ہے جو مُجھ کو حاصل ہے۔" کیا اُس کو یہ علم نہ تھا۔ کہ اللہ اُس سے پہلے بہت سے ایسے لوگوں کو ہلاک کر چُکا ہے جو اُس سے زیادہ قُوّت اور جمعیّت رکھتے تھے ؟ مُجرموں سے اُن کے گناہ نہیں پوچھے جاتے۔ (اَلقصص۔ آیت ۷۶۔۷۸)

(۲) آخر کار ہم نے اُسے (قارون) اور اُس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ پھر کوئی اُس کے حامیوں کا گروہ نہ تھا جو اللہ کے مقابلے میں اُس کی مدد کو آتا۔ اور نہ وُہ خود اپنی مدد کر سکا۔ اب وہی لوگ جو کل اُس کی منزلت کی تمنا کر رہے تھے۔ کہنے لگے ! " افسوس ہم بھول گئے تھے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کا رزق چاہتا ہے نپا تُلا دیتا ہے۔ اگر اللہ نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو ہمیں بھی زمین میں دھنسا دیتا۔ افسوس کہ ہم کو یاد نہ رہا کہ کافر فلاح نہیں پایا کرتے۔ (اَلقصص۔ آیت ۸۱۔۸۲)

سوال :--- یا اللہ پاک آخرت کا گھر (جنّت) بالخصوص کن لوگوں کے لئے ہے ؟

جواب :--- وہ آخرت کا گھر تو ہم اُن لوگوں کے لئے مخصوص کر دیں گے۔ جو زمین میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے۔ اور نہ فساد کرنا چاہتے ہیں۔ اور انجام کی بھلائی متّقین ہی کے لئے ہے۔ جو کوئی بھلائی لے کر آئے گا۔ اُس کے لئے اُس سے بہتر بھلائی ہے۔ اور جو بُرائی لے کر آئے گا تو بُرائیاں کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ ملے گا۔ جیسے وہ عمل کرتے تھے۔ (اَلقصص۔ آیت ۸۳۔۸۴)

سوال :--- یا اللہ پاک اِنسان سمجھتا ہے کہ میں ایمان لے آیا ہوں اور میں نے صِدق دِل سے کلمہ پڑھ لیا ہے۔ اب میری نجات یقینی ہے۔ کیا اُس کا یہ گُمان صحیح ہے ؟

جواب :--- الف۔ ل۔ م۔ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اِتنا کہنے پر چھوڑ دیئے جائیں گے۔ کہ ہم " ایمان لائے " اور اُن کو آزمایا نہ جائے گا۔ حالانکہ ہم اُن سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں۔ جو اِن سے پہلے گزرے ہیں۔ اللہ کو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔ (اَلعنکبوت۔ آیت ۱۔۳)

سوال :--- یا اللہ پاک جس اِنسان نے آپ کو چھوڑ کر دوسرے سہارے ڈھونڈ لئے ہیں۔ یا مُنہ سے تو آپ کا نام لیتا ہے۔ لیکن اُمیدیں دوسروں سے وابستہ رکھتا ہے۔ اُس کے اِن سہاروں کی کیا حیثیت ہے ؟

جواب :--- جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے سرپرست بنا لئے ہیں۔ اُن کی مثال مکڑی جیسی ہے۔ جو اپنا ایک گھر بناتی ہے۔ اور سب گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا گھر ہی ہوتا ہے۔ کاش یہ لوگ علم رکھتے۔ (اَلعنکبوت ۔ آیت ۴۱)

سوال :--- یا اللہ پاک کیا اِنسان اپنے رِزق کے معاملے میں جانوروں سے کوئی سبق حاصل کر سکتا ہے ؟

جواب :--- کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رِزق اُٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ اُن کو رِزق دیتا ہے۔ اور تمہارا رِزق بھی وہی ہے۔ وہ سب کچھ سُنتا اور جانتا ہے۔ (اَلعنکبوت ۔ آیت ۶۰)

سوال :--- یا اللہ پاک جو اِنسان ماں باپ ، آزاد ثقافت ، گانے بجانے اور وی۔ سی۔ آر وغیرہ کے ذریعے لوگوں کو عیش و عشرت کی

طرف راغب کر کے اُنہیں دین سے غافل کرتا ہے۔اُس اِنسان کا کیا حال ہوگا ؟

جواب:--- اور انسانوں ہی میں کوئی ایسا بھی ہے جو کلامِ دلفریب خرید کرلاتا ہے۔تا کہ لوگوں کو اللہ کے راستہ سے علم کے بغیر بھٹکادے اور اُس راستے کی دعوت کو مذاق میں اُڑادے۔ایسے لوگوں کے لئے سخت ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔اُسے جب ہماری آیات سُنائی جاتی ہیں تو وہ بڑے گھمنڈ کے ساتھ اِس طرح رُخ پھیر لیتا ہے گویا کہ اُس نے سُنا ہی نہیں۔گویا کہ اُس کے کان بہرے ہیں۔اچھا ! مُژدہ سُنادو اُسے ایک دردناک عذاب کا۔البتہ جو لوگ ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں۔اُن کے لئے نعمت بھری جنتیں ہیں۔جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔یہ اللہ کا پُختہ وعدہ ہے۔اور وہ زبردست حکیم ہے۔**(لقمٰن۔آیت ۶۔۹)**

سوال:--- یا اللہ پاک اِنسان دُنیاوی زندگی کی توضیحات کرتے کرتے کئی باتیں ایسی کہہ جاتا ہے جنہیں قبول کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ اِس لئے آپ اِس کی حقیقت بتادیجئے۔تا کہ ہم گمراہ نہ ہوجائیں ؟

جواب:--- (۱) اور یہ دُنیا کی زندگی کچھ نہیں ہے مگر ایک کھیل اور دل کا <u>* بہلاوا</u>۔اصل زندگی کا گھر تو دارِ آخرت ہے۔کاش یہ لوگ <u>*جانتے</u>۔ **(العنکبوت ۔ آیت ۶۴)**

(۲) لوگ دنیا کی زندگی کا بس ظاہری پہلو جانتے ہیں ہیں۔اور آخرت سے وہ خود ہی غافل ہیں۔کیا اُنہوں نے کبھی اپنے آپ میں غور وفکر نہیں کیا ؟ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو اور اُن ساری چیزوں کو جو اِن کے درمیان ہیں۔برحق اور ایک مُقرّرہ مُدّت ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔مگر بہت سے لوگ اپنے ربّ کی مُلاقات کے منکر ہیں۔ **(الرّوم ۔ آیت ۷ ۔ ۸)**

بہلاوا -- یعنی اِس کی حقیقت بس اتنی ہے جیسے بچے تھوڑی دیر کے لئے کھیل کود لیں اور پھر اپنے گھر کو سدھاریں۔یہاں جو بادشاہ بن گیا وہ حقیقت میں بادشاہ نہیں ہے۔ بلکہ صرف بادشاہی کا ڈرامہ کر رہا ہے۔ایک وقت آتا ہے جب اُس کا کھیل ختم ہوجاتا ہے۔اور اِسی بے سروسامانی کے ساتھ وہ تختِ شاہی سے رُخصت ہوتا ہے۔جس کے ساتھ وہ دُنیا میں آیا تھا۔اِس طرح زندگی کی شکل بھی یہاں مُستقل اور پائیدار نہیں ہے۔جو جس حال میں بھی ہے عارضی طور پر ایک محدود مُدّت کے لئے ہے۔اِس چندروزہ زندگی کی کامرانیوں پر جو لوگ مرے مٹتے ہیں۔اور انہی کے لئے ضمیر وایمان کی بازی لگا کر کچھ عیش وعشرت کا سامان اور کچھ شوکت وحشمت کے ٹھاٹھ فراہم کرلیتے ہیں۔اُن کی یہ ساری حرکتیں دل بہلاوے کے سِوا کچھ نہیں ہیں۔اِن کھلونوں سے اگر وہ دس بیس یا ساٹھ ستّر سال دِل بہلالیں۔اور پھر موت کے دروازے سے خالی ہاتھ گزر کر اُس عالم میں پہنچیں جہاں کی دائمی وابدی زندگی میں اُن کا یہی کھیل بلائے بے درماں ثابت ہوتو آخر اِس طفل تسلّی کا فائیدہ کیا ہے ؟

جانتے -- یعنی اگر یہ لوگ اِس حقیقت کو جانتے کہ دُنیا کی موجودہ زندگی صِرف ایک مُہلت امتحان ہے۔اور اِنسان کے لئے اصل زندگی جو ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت کی زندگی ہے۔تو وہ یہاں اِمتحان کی مُدت کو اِس لہوولعب میں ضائع کرنے کے بجائے اِس کا ایک ایک لمحہ اُن کاموں میں اِستعمال کرتے جو اُس ابدی زندگی میں بہتر نتائج پیدا کرنے والے ہوں۔ **(تفہیم القرآن جلدسوم صفحہ ۳۷۰۔۳۷۱)**

سوال:--- یا اللہ پاک آپ کی باتیں کبھی ختم نہیں ہوسکتیں۔نہ کوئی اُن کا احاطہ کرسکتا ہے۔لیکن آپ سے اِلتجاء ہے کہ آپ تک پہنچنے اور آپ کا قُرب حاصل کرنے کے لئے چند موضوعات کی نشاندہی کردیجئے۔تا کہ اُن پر غور وفکر کرکے آپ کی عظمت وجلال اور رحمت ورافت کے جلوؤں سے قلب کی دُنیا جگمگا اُٹھے ؟

جواب:---اور اُس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائیش اور تُمہاری زبانوں اور تُمہارے رنگوں کا اختلاف ہے۔ یقیناً اِس میں بہت سی نشانیاں ہیں دانشمند لوگوں کے لئے۔ اور اُس کی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن کا سونا۔ اور تمہارا اُس کے فضل کو تلاش کرنا ہے۔ یقیناً اِس میں بہت سی نشانیاں اُن لوگوں کے لئے جو (غور سے) سُنتے ہیں۔ اور اُس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تمہیں بجلی کی چمک دِکھاتا ہے۔ خوف کے ساتھ بھی اور طمع کے ساتھ بھی۔ اور آسمان سے پانی برساتا ہے۔ پھر اُس کے ذریعے سے زمین کو اُس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے۔ یقیناً اِس میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ اور اُس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اُس کے حُکم سے قائم ہیں۔ پھر جونہی کہ اُس نے تُمہیں زمین سے پُکارا۔ بس ایک ہی پُکار میں اچانک تم *نکل آؤ گے۔ آسمان اور زمین میں جو بھی اُس کے بندے ہیں۔ سب کے سب اُس کے تابع فرمان ہیں۔ وہی ہے جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے۔ پھر وہی اُس کا اعادہ کرے گا۔ اور یہ اُس کے لئے آسان تر ہے۔ آسمانوں اور زمین میں اُس کی صِفت سب سے برتر ہے۔ اور وہ زبردست اور حکیم ہے۔ **(الرّوم آیت۔۲۲۔۲۷)**

نکل آؤ گے۔۔۔یعنی کائینات کے خالق ومُدّبر کے لئے دوبارہ زندہ کر کے اُٹھانا کوئی ایسا بڑا کام نہیں ہے کہ اُسے اِس کے لئے بہت بڑی تیاریاں کرنی ہوگی۔ بلکہ اُس کی صِرف ایک پُکار اُس کے لئے کافی ہوگی کہ آغازِ آفرینش سے آج تک جتنے اِنسان دُنیا میں پیدا ہوئے ہیں اور آیندہ ہوں گے وہ سب ایک ساتھ زمین کے ہر گوشے سے نکل کھڑے ہوں گی۔

(تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ ۷۶۵۔۷۶۶)

سوال:--- **یا اللہ پاک** اِنسانی زندگی کی صبح اور شام کِس طرح کی ہوتی ہے ؟

جواب:---اللہ ہی تو ہے جس نے ضُعف کے بعد تمہیں قُوت بخشی۔ پھر قوت کے بعد تُمہیں ضیف اور بوڑھا کر دیا۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے *پیدا کرتا ہے۔ اور وہ سب کچھ جاننے والا۔ ہر چیز پر قُدرت رکھنے والا ہے۔ **(الرّوم - آیت ۵۴)**

پیدا کرتا ہے۔۔۔یعنی بچپن۔ جوانی اور بُوڑھاپا یہ ساری حالتیں اُسی کی پیدا کردہ ہیں۔ یہ اُس کی مشیت پر موقوف ہے کہ جسے چاہے کمزور پیدا کر دے۔ اور جس کو چاہے طاقتور بنائے۔ جسے چاہے بچپن سے جوانی تک نہ پہنچنے دے۔ اور جس کو چاہے جوان موت دے۔ جسے چاہے لمبی عمر دے کر بھی تندرست وتوانا رکھے۔ اور جس کو چاہے جوانی کے بعد بُوڑھاپے میں اِس طرح ایڑیاں رگڑوائے کہ دُنیا اُسے عبرت کرنے لگے۔ اِنسان اپنی جگہ جس گھمنڈ میں چاہے مُبتلا ہوتا رہے۔ مگر خُدا کے قبضہء قُدرت میں وہ اِس طرح بے بس ہے کہ جو حالت بھی خُدا اُس پر طاری کر دے۔ اُسے وہ اپنی کسی تدبیر سے نہیں بدل سکتا۔ **(تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ ۷۴۹)**

سوال:---**یا اللہ پاک** لُقمان نے اپنے بیٹے کو کون کون سی نصیحتیں کی تھیں ؟

جواب:---یاد کرو جب لُقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اُس نے کہا : --بیٹا خُدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ حق یہ ہے کہ شِرک بہت بڑا ظُلم ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اِنسان کو اپنے والدین کا حق پہنچانے کی خُود تاکید کی ہے۔ اُس کی ماں نے ضُعف پر ضُعف اُٹھا کر اُسے اپنے پیٹ میں رکھا۔ اور دو سال اُس کا دودھ چھوڑنے میں لگے۔

(اِس لئے ہم نے اُس کو نصیحت کی کہ) میرا شُکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجالا۔ میری ہی طرف تُجھے پلٹنا ہے۔ لیکن اگر وہ تُجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ کسی ایسے کو شریک کرے۔ جسے تو نہیں جانتا۔ تو اُن کی بات ہرگز نہ مان۔ دُنیا میں اُن کے ساتھ نیک سلوک کرتا رہ۔ مگر پیروی اُس شخص کے راستے کی کر جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔ پھر تم سب کو پلٹنا میری طرف ہی ہے۔ اُس وقت میں تمہیں بتادوں گا کہ تم کیسے عمل کرتے رہے ہو۔ (اور لُقمان نے کہا تھا کہ بیٹا ! کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر بھی ہو۔ اور کسی چٹان میں یا آسمانوں یا زمین میں کہیں چھپی ہوئی ہو۔ اللہ اُسے نِکال لائے گا۔ وہ باریک بین اور باخبر ہے۔ بیٹا ! نماز قائم کر۔ نیکی کا حکم دے۔ بدی سے منع کر۔ اور جو مصیبت بھی پڑے اُس پر صبر کر۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ اور لوگوں سے مُنہ پھیر کر بات نہ کرنا نہ زمین میں اکڑ کر چل۔ اللہ کسی خُود پسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔ اپنی چال میں اعتدال اِختیار کر۔ اور اپنی آواز ذرا پست رکھ۔ سب آوازوں سے زیادہ بُری آواز گدھوں کی آواز ہوتی ہے۔ (لُقمٰن ۔ آیت ۱۳۔۱۹)

سوال:--- یااللہ پاک اِنسان آسمان اور زمین کی چیزوں میں تصرف کرسکتا ہے ؟

جواب:--- کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے زمین اور آسمان کی ساری چیزیں تمہارے لئے <u>*مسخّر</u> کر رکھی ہیں۔ اور اپنی کُھلی اور چُھپی <u>* نعمتیں</u> تم پر تمام کردی ہیں ؟ (لُقمٰن ۔آیت ۲۰)

مُسخّر کرنا۔ یعنی کسی چیز کو کسی کے لئے مخصوص کرنے کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ چیز اُس کے تابع کردی جائے اور اُسے اختیار دے دیا جائے کہ جس طرح چاہے اِس میں تصرف کرے۔ اور جس طرح چاہے اِسے اِستعمال کرے۔ دوسری یہ کہ اُس چیز کو کسی ضابطے کا پابند کردیا جائے۔ جس کی بدولت وہ اُس شخص کے لئے فائیدہ مند ہوجائے ۔ اور اُس کے مفاد کی خدمت کرتی رہے۔ زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو اللہ تعالےٰ نے اِنسان کے لئے ایک ہی معنی میں مسخّر نہیں کردیا ہے۔ بلکہ بعض چیزیں پہلے معنی میں مسخّر کی ہیں اور بعض دوسرے معنی میں۔ مثلاً ہوا۔ پانی ۔مٹی ۔آگ ۔نباتات ۔معدنیات ۔مویشی وغیرہ۔ بےشُمار چیزیں پہلے معنی میں ہمارے لئے مسخّر ہیں۔ اور چاند۔ سورج وغیرہ دوسرے معنی میں۔ (تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۲۰)

کُھلی نعمتوں۔-- سے مُراد وہ نعمتیں ہیں جو آدمی کو کسی نہ کسی طرح محسوس ہوتی ہیں۔ یا جو اُس کے علم میں ہیں۔ اور چُھپی ہوئی نعمتوں سے وہ نعمتیں مُراد ہیں جنہیں آدمی نہ جانتا ہے نہ محسوس کرتا ہے۔ بے حدوحساب چیزیں ہیں جو اِنسان کے اپنے جسم میں اور اُس کے باہر کی دُنیا میں اُس کے مفاد کے لئے کام کررہی ہیں۔ مگر اِنسان کو اُن کا پتہ نہیں ہے کہ اُس کے خالق نے اُس کی حفاظت کے لئے ، اُس کا رزق پہنچانے کے لئے ،اُس کی نشوونما کے لئے اور اُس کی فلاح کے لئے کیا کیا سروسامان فراہم کر رکھا ہے۔

(تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۲۰)

سوال---یااللہ پاک وہ کون سا دن ہے جس کے ڈر کا اِحساس اِنسان کے لئے ضروری اور نفع بخش ہے ؟

جواب:--- لوگو !۔۔ بچو اپنے رَبّ کے غضب سے اور ڈرو اُس دن سے جب کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے بدلہ نہ دے گا۔ اور نہ کوئی بیٹا ہی اپنے باپ کی طرف سے کوئی بدلہ دینے والا ہوگا۔ فی الواقع اللہ کا وعدہ سچّا ہے۔ پس یہ دُنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے۔ اور نہ دھوکے بعض تم کو اللہ کے معاملے میں دھوکا دینے پائے۔ (لُقمٰن ۔ آیت ۳۳)

سوال:--- یااللہ پاک کیا اِنسان اپنی موت کے وقت اور اُس کی جگہ سے آگاہ ہوسکتا ہے ؟

جواب:--- اِس گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ وہی بارش برساتا ہے۔ وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا پرورش پا رہا ہے۔ کوئی متنفّس نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرنے والا ہے۔ اور نہ کسی کو یہ خبر ہے کہ کس سرزمین میں اُس کی موت آنے والی ہے۔ اللہ ہی سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔ **(لُقمٰن - آیت ۳۴)**

سوال:--- یااللہ پاک آپ کی آیات پر کون سا اِنسان ایمان لاتا ہے اور اُس کا انجام کیا ہوگا۔ اور جو اِیمان نہیں لاتا اُس کا کیا انجام ہوگا؟

جواب:--- ہماری آیات پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں۔ جنہیں یہ آیات سُنا کر جب نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور تکبّر نہیں کرتے۔ اُن کی پیٹھیں بستروں سے الگ رہتی ہیں۔ اپنے رَبّ کو خوف اور طمع کے ساتھ پُکارتے ہیں۔ اور جو کچھ رزق ہم نے اُنہیں دیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پھر جیسا آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان اُن کے اَعمال کی جزاء میں اُن کے لئے چھپا کر رکھا گیا ہے۔ اُس کی کسی مُتنفّس کو خبر نہیں ہے۔ بھلا کہیں ایسا ہوسکتا ہے کہ جو شخص مومن ہو وہ اُس شخص کی طرح ہو جائے جو فاسق ہو ؟ یہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ جو لوگ اِیمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے۔ اُن کے اَعمال کے بدلے میں۔ اور جنہوں نے فِسق کیا۔ اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ جب کبھی وہ اُس سے نکلنا چاہیں گے۔ اِس میں دھکیل دئے جائیں گے۔ اور اُن سے کہا جائے گا کہ چکھو اب اُس آگ کے عذاب کا مزا جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اِس بڑے عذاب سے پہلے ہم اِس دُنیا میں (کسی نہ کسی چھوٹے) عذاب کا مزہ اُنھیں چکھاتے رہیں گے۔ شاید کے (یہ اپنی باغیانہ روش سے) باز آجائیں۔ اور اُس سے بڑا ظالم کون ہوگا جسے اُس کے رَبّ کی آیات کے ذریعہ سے نصیحت کی جائے۔ اور وہ مُنہ پھیرے۔ ایسے مُجرموں سے تو ہم اِنتقام لے کر رہیں گے۔ **(السجدہ - آیت ۱۵ - ۲۲)**

سوال:--- یااللہ پاک حیاتِ مومن میں نبی اکرم ﷺ اور آپ ؐ کی اَزدواج مُطہّرات کا کیا درجہ اور مرتبہ ہے ؟

جواب:--- بلاشُبہ نبی ؐ تو اہلِ ایمان کے لئے اُن کی ذات پر مُقدم ہے۔ اور آپ ؐ کی بیویاں اُن کی مائیں۔

(اُلاحزاب - آیت ٦)

مُقدّم -- یعنی نبی ﷺ کا مسلمانوں سے جو تعلّق ہے وہ تمام دوسرے اِنسانی تعلقات سے ایک بالاتر نوعیّت رکھتا ہے۔ کوئی رشتہ دار اِس رشتے سے کوئی تعلّق اِس تعلّق سے نبیؐ اور اہلِ اِیمان کے درمیان ہے۔ ذرّہ برابر بھی کوئی نِسبت نہیں رکھتا۔ نبی ﷺ مسلمانوں کے لئے اُن کے ماں باپ سے بھی بڑھ کر شفیق اور رحیم اور اُن کی ذات سے بھی بڑھ کر خیرخواہ ہیں۔ اُن کے ماں باپ اور اُن کے بیوی بچّے اُن کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اُن کے ساتھ خُودغرضی برت سکتے ہیں۔ اُن کو گُمراہ کرسکتے ہیں۔ اُن سے غلطیوں کا اِرتکاب کرا سکتے ہیں۔ اُن کو جہنّم میں دھکیل سکتے ہیں۔ مگر نبی ﷺ اُنکے حق میں صِرف وہی بات کرنے والے ہیں۔ جس میں اُن کی حقیقی فلاح ہو۔ وہ خُود اپنے پاؤں پر آپ کُلہاڑی مار سکتے ہیں۔ حماقتیں کرکے اپنے ہاتھوں نُقصان کرسکتے ہیں۔ لیکن نبی ﷺ اُن کے لئے وہی کچھ تجویز کریں گے جو فی الواقع اُنکے حق میں نافع ہو۔ اور جب معاملہ یہ ہے تو نبی ﷺ کا بھی مُسلمانوں پر یہ حق ہے کہ وہ آپؐ کو اپنے ماں باپ اور اپنی جان سے بڑھ کر عزیز رکھیں۔ دُنیا کی ہر چیز سے زیادہ آپؐ سے مَحبّت رکھیں۔ اپنی رائے پر آپؐ کے فیصلے کو مقدم رکھیں۔ اور آپؐ کے ہر حُکم کے آگے سرِتسلیم خم کردیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے :-- " تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اُس کو اُس کے ماں، باپ اور اولاد سے اور تمام اِنسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہوں"

(تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۷۱)

سوال:--- یااللہ پاک جن اِنسانوں کے لئے آپ نے مغفرت اور اِنعام کا وعدہ کیا ہے۔ اُن کی چند خصوصیات اور صِفات ہمیں بھی بتادیں تاکہ ہم اُن کی تقلید کریں ؟

جواب:--- بالیقین جو مرد اور جو عورتیں مُسلم ہیں ، مومن ہیں ، مُطیع فرمان ہیں ، راست باز ہیں ، صابر ہیں ، اللہ کے آگے جُھکنے والے ہیں ، صدقہ دینے والے ہیں ، روزہ رکھنے والے ہیں ، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اُن کے لئے مغفرت اور بڑا اجر مُہیا کر رکھا ہے۔ (الاحزاب۔ آیت ۳۵)

سوال:--- یااللہ پاک اگر کوئی اِنسان حضُور اکرم ﷺ کے فیصلے کو پسند نہ کرے۔ تو اُس کا کیا حال ہوگا ؟

جواب:--- کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اُس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کردے تو پھر اُسے اپنے اُس معاملے میں خُود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے۔ اور جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گُمراہی میں پڑ گیا۔

(اُلاحزاب ۔ آیت ۳۶)

سوال:--- یااللہ پاک آپ مومنوں پر بہُت مہربان ہیں۔ کیا آپ کے فرشتے بھی مومنوں سے مُحبت رکھتے ہیں ؟

جواب:--- اے لوگو ! جو ایمان لائے ہو۔ اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔ اور صُبح و شام اُس کی تسبیح کرتے رہو۔ وہی ہے جو تُم پر رحمت فرماتا ہے۔ اور اُسی کے ملائک تمہارے لئے دُعائے رحمت کرتے ہیں۔ تاکہ وہ تُمھیں تاریکیوں سے روشنی میں نِکال لائے۔ وہ مومنوں پر بہُت مہربان ہے۔ جس روز وہ اُس سے ملیں گے۔ اُن کا اِستقبال *سلام سے ہوگا۔ اور اُن کے لئے اللہ نے بڑا باعزّت اُجر فراہم کر رکھا ہے۔ (اُلاحزاب ۔ آیت ۴۱ ۔ ۴۴)

سلام --- اِس کے تین مطلب ہوسکتے ہیں : (۱) اللہ تعلےٰ خود السلام علیکم کے ساتھ اُن کا اِستقبال فرمائے گا۔ (یٰسین ۔ آیت ۵۸)

(۲) ملائکہ اُن کو سلام کریں گے۔ (النحل ۔ آیت ۳۲)

ترجمہ : (جن لوگوں کی روحیں ملائکہ اُس حالت میں قبض کریں گے کہ وہ پاکیزہ لوگ تھے۔ اُن سے وہ کہیں گے کہ سلامتی ہو تم پر داخل ہو جاؤ جنت میں اپنے اُن نیک اُعمال کی بدولت جو تم دُنیا میں کرتے تھے۔)

(۳) وہ خود آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے۔ (یُونس ۔ آیت ۱۰)

ترجمہ : (اُن کی صدا یہ ہوگی کہ خُدایا۔ پاک ہے تیری ذات۔ اُن کا تحیہ ہوگا سلام ۔ اور اُن کی تان ٹوٹے گی اِس بات پر کہ ساری تعریف اللہ ربّ العالمین ہی کے لئے ہے۔)

سوال:--- یااللہ پاک مومن کے علاوہ حضور نبی اکرم ﷺ پر کون درود بھیجتا ہے ؟

جواب:--- اللہ اور اُس کے ملائکہ نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے لوگو ! جو ایمان لائے ہو تم بھی اُن پر درود وسلام بھیجو۔ (الاحزاب ۔ ۵۶)

اللّٰھم صلِّ علیٰ سیّدنا محمّدٍ و بارک وسلّم

سوال:--- یااللہ پاک کیا کسی کو قیامت کے آنے کا وقت معلوم ہے یا آپ نے کسی کو یہ وقت بتایا ہے ؟

جواب:--- لوگ تم سے پوچھتے ہیں۔ کہ قیامت کی گھڑی کب آئے گی ؟

(۱) کہو۔۔ اِس کا علم تو اللہ ہی کو ہے۔ تمہیں کیا خبر شاید کہ قریب ہی آ لگی ہو۔

(۲) یہ لوگ تم سے کہتے ہیں کہ وہ (قیامت کا) وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو ؟ کہو۔۔ تمہارے لئے ایک ایسے دن کی معیاد مقرر ہے۔ جس کے آنے میں ایک گھڑی بھر کی تاخیر تم کر سکتے ہو اور نہ ایک گھڑی بھر پہلے اُسے لا سکتے ہو۔ (سبا آیت۔۳۰)

سوال:--- یا اللہ پاک قیامت کا آنا کیوں ضروری ہے ؟

جواب:--- اور یہ قیامت اِس لئے آئے گی کہ جزاء دے اللہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے۔ اور نیک عمل کرتے رہے۔ اُن کے لئے مغفرت ہے۔ اور رِزقِ کریم۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو نیچا دکھانے کے لئے زور لگایا ہے۔ اُن کے لئے بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے۔ (سبا ۔ آیت ۴۔۵)

سوال:--- یا اللہ پاک کیا اولاد اور مال کی بُہتات اِنسان کو آپ کے قریب کر دیتی ہے ؟

جواب:--- یہ تُمہاری دولت اور تُمہاری اولاد نہیں ہے جو تُمہیں ہم سے قریب کرتی ہو۔ ہاں ! جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے اُن کے عمل کی دُہری جزاء ہے۔ اور وہ بُلند و بالا عمارتوں میں اطمینان سے رہیں گے۔ (سبا ۔ آیت ۳۷)

سوال:--- یا اللہ پاک اپنی نشانیوں میں چند وہ نشانیاں ہم کا بتا دیں۔ جن کا تعلق آسمان سے ہو ؟

جواب:--- اُن کے لئے ایک اور نشانی رات ہے۔ ہم اُس کے اُوپر سے دن ہٹا دیتے ہیں۔ تو دن پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔

اور سورج۔۔ وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے۔ یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے۔

اور چاند۔۔ اِس کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں۔ یہاں تک کہ اِن سے گزرتا ہوا وہ پھر کھجور کی سوکھی شاخ کے مانند رہ جاتا ہے۔ نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے۔ اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے۔ سب اپنے اپنے فلک پر *تیر رہے ہیں۔ (یٰسین ۔ آیت ۳۷۔۴۰)

---

* **تیر رہے ہیں۔۔**(۱) فلک کا لفظ عربی زبان میں سیاروں کے مدار (ORBIT) کے لئے اِستعمال ہوتا ہے اور اِس کا مفہوم سماء (آسمان) کے مفہوم سے مختلف ہے۔ یہ اِرشاد کہ (سب ایک فلک میں تیر رہے ہیں) چار حقیقتوں کی نشاندہی کی کرتا ہے۔ ایک یہ کہ نہ صرف سورج اور چاند بلکہ تمام تارے اور سیارے اور اجرامِ فلکی مُتحرّک ہیں۔ دوسرے یہ کہ اِن میں سے ہر ایک کا فلک یعنی ہر ایک کی حرکت کا راستہ یا مدار الگ ہے۔ تیسرے یہ کہ افلاک تاروں کو لئے گردش نہیں کر رہے ہیں، بلکہ تارے افلاک میں گردش کر رہے ہیں۔ اور چوتھے یہ کہ افلاک میں تاروں کی حرکت اِس طرح ہو رہی ہے۔ جیسے کہ کسی سیال چیز میں کوئی شئے تیر رہی ہو۔ اِن آیات کا اصل مقصد علمِ ہیئت کے حقائق بیان کرنا نہیں ہے بلکہ اِنسان کو یہ سمجھنا مقصود ہے۔ کہ اگر وہ آنکھیں کھول کر دیکھے اور عقل سے کام لے تو زمین سے لے کر آسمان تک جدھر بھی وہ نِگاہ ڈالے گا۔ اُس کے سامنے خُدا کی ہستی اور اُس کی یکتائی کے بے حد حساب دلائل نظر آئیں گے۔ اور کہیں کوئی ایک دلیل بھی دہریّت اور شرک کے ثبوت میں نہ ملے گی۔ یہ زمین جس نظامِ شمسی میں شامل ہے۔ اُس کی عظمت کا یہ حال ہے کہ اُس کا مرکز سورج۔ زمین سے تین لاکھ گُنا بڑا ہے اور اُس کے بعید ترین سیارے نیپچون کا فاصلہ سُورج سے کم از کم دو ارب ۷۹ کروڑ ۳۰ لاکھ میل ہے۔ بلکہ اگر پلوٹو کو بعید ترین سیارہ مانا جائے تو وہ سورج سے چار ارب ۶۰ کروڑ میل دور پہنچ جاتا ہے۔ اِس عظمت کے باوجود یہ نظامِ شمسی ایک بہت بڑے کہکشاں کا محض ایک چھوٹا سا حصّہ ہے۔ جس کہکشاں (GALAXY) میں ہمارا یہ نظامِ شمسی شامل ہے۔ اِس میں تقریباً تین ہزار ملین (تین ارب) آفتاب

پائے جاتے ہیں۔ اور اس کا قریب ترین آفتاب ہماری زمین سے اس قدر دور ہے کہ اُس کی روشنی یہاں تک پہنچنے میں چار سال صرف ہوتے ہیں۔ پھر یہ کہکشاں بھی پوری کائینات نہیں ہے۔ بلکہ اب تک کے مُشاہدات کے مطابق یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ یہ تقریباً بیس لاکھ لولبی سحابیوں (SPIRAR NEBULAE) میں سے ایک ہے۔ اور اُن میں سے قریب ترین سحابیے کا فاصلہ ہم سے اِس قدر زیادہ ہے کہ اُس کی روشنی دس لاکھ میں ہماری زمین تک پہنچتی ہے۔ رہے بعید ترین اجرام فلکی جو ہمارے موجودہ آلات سے نظر آتے ہیں۔ اُن کی روشنی تو زمین تک پہنچنے میں دس کروڑ سال لگ جاتے ہیں۔ اس پر بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انسان نے ساری کائینات دیکھ لی ہے۔ یہ خُدا کی خُدائی کا بہت تھوڑا حصّہ ہے۔ جواب تک اِنسانی مُشاہدے میں آیا ہے۔ آگے نہیں کہا جاسکتا کہ مزید ذرائع مُشاہدہ فراہم ہونے پر اور کتنی وسعتیں اِنسان پر منکشِف ہوں گی۔ تمام معلومات جو اس وقت تک کائینات کے متعلق بہم پہنچی ہیں اُن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ پورا عالم اُسی مادّے سے بنا ہے۔ جس سے ہماری یہ چھوٹی سی ارضی دُنیا بنی ہے۔ اور اِس کے اندر وہی ایک قانون کام کر رہا ہے۔ جو ہماری زمین کی دُنیا میں کارفرما ہے۔ ورنہ یہ کسی طرح ممکن نہ تھا کہ ہم زمین پر بیٹھے ہوئے اِتنی دور دراز دُنیاوں کے مُشاہدے کرتے۔ اور اُن کے فاصلے ناپتے اور اُن کی حرکات کے حساب لگاتے۔ کیا اس بات کا صریح ثبوت نہیں ہے کہ یہ ساری کائنات ایک ہی خُدا کی تخلیق اور ایک ہی فرمانروا کی سلطنت ہے ؟ پھر جو نظم۔ جو حکمت۔ جو صناعی اور جو مُناسبت ان لاکھوں کہکشاں اور اُن کے اندر گھومنے والے اربوں تاروں اور ستاروں میں پائی جاتی ہے۔ اس کو دیکھ کر کیا کوئی صاحبِ عقل اِنسان یہ تصور کر سکتا ہے کہ یہ سب کچھ آپ سے آپ ہو گیا ہے ؟ اس نظم کے پیچھے کوئی ناظم۔ اس حکمت کے پیچھے کوئی حکیم۔ اس صنعت کے پیچھے کوئی صانع اور اس مُناسبت کے پیچھے کوئی منصوبہ ساز نہیں ہے ؟

(تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۲۶۱ ـ ۲۶۲)

سوال:--- یا اللہ پاک غافل اِنسان کی سب سے بڑی نشانی کون سی ہے ؟

جواب:--- اُن لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ بچو ! اُس انجام سے جو تمہارے آگے آ رہا ہے۔ اور جو تمہارے پیچھے گزر چکا ہے۔ (تو یہ سُنی ان سُنی کر جاتے ہیں۔) اُن کے سامنے رَبّ کی آیات میں سے جو آیت بھی آتی ہے۔ یہ اُس کی طرف سے *التفات نہیں کرتے۔

(یٰسین ـ آیت ۴۵ ـ ۴۶)

*** التفات --** آیات سے مُراد کتابِ اللہ کی آیات بھی ہیں۔ جن کے ذریعہ سے اِنسانوں کو نصیحت کی جاتی ہے۔ اور وہ آیات بھی مُراد ہیں جو آثارِ کائینات اور خود اِنسان کے وجود میں اور اُس کی تاریخ میں موجود ہیں۔ جو انسان کو عبرت دلاتی ہیں۔ بشرطیکہ وہ عبرت حاصل کرنے کے لئے تیار ہو۔

سوال:--- یا اللہ پاک وہ کون سی ایسی باتیں ہیں جن میں غافل اِنسان آپ سے جھگڑا کرنے کی جُرأت کر لیتا ہے۔ اور آپ پھر بھی اُسے سمجھاتے ہیں تا کہ وہ حقیقت کو سمجھ لے اور سزا سے بچ جائے ؟

جواب:--- کیا اِنسان دیکھتا نہیں کہ ہم نے اُسے نُطفہ سے پیدا کیا۔ اور صریح *جھگڑالو بن کر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ ہم پر مثالیں *چسپاں کرتا ہے اور اپنی پیدائیش کو بھول جاتا ہے۔ کہتا ہے کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا۔ جبکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں ؟
اُس سے کہو -- اُنہیں وہی زندہ کرے گا جس نے پہلے اُنھیں پیدا کیا تھا۔ اور وہ تخلیق کا ہر کام جانتا ہے۔ وہی جس نے تُمہارے لئے ہرے بھرے درخت سے آگ پیدا کر دی۔ اور تم اپنے چُولہے روشن کرتے ہو۔ کیا وہ جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا۔ اِس پر قادر نہیں ہے کہ اُن جیسوں کو پیدا کر سکے ؟ کیوں نہیں --- جبکہ وہ ماہر خلّاق ہے۔ وہ تو جب کسی چیز کا اِرادہ کرتا ہے۔ تو اُس کا کام بس یہ ہے۔ کہ اُسے حُکم دے کہ " ہو جا " اور وہ ہو جاتی ہے۔ پاک ہے وہ جس کے ہاتھ

میں ہر چیز کا مکمل اِقتدار ہے۔ اور اُس کی طرف تم پلٹائے جانے جانے والے ہو۔ (یٰسین آیت ۷۷۔ ۸۳)

---

* **جھگڑالو بن کر۔**۔ یعنی وہ نطفہ جس میں محض ایک ابتدائی جرثومہ حیات کے سوا کچھ نہ تھا۔ اُس کو ترقی دے کر ہم نے اِس حد تک پہنچایا کہ وہ نہ صرف جانوروں کی طرح چلنے پھرنے اور کھانے پینے لگا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر اُس میں شعور و تعقل اور بحث و استدلال اور تقریر و خطابت کی وہ قابلیتیں پیدا ہو گئیں جو کسی حیوان کو نصیب نہیں۔ حتےٰ کہ اب وہ اپنے خالق کے بھی مُنہ آنے لگا ہے۔

* **مثالیں چسپاں۔**۔ یعنی ہمیں مخلوق کی طرح عاجز سمجھتا ہے۔ اور یہ خیال کرتا ہے۔ کہ جس طرح اِنسان کسی مُردے کو زندہ نہیں کر سکتا۔ اُسی طرح ہم بھی نہیں کر سکتے۔

* **بھول جاتا ہے۔**۔ یعنی یہ بات بھول جاتا ہے کہ ہم نے بے جان مادہ سے وہ ابتدائی جرثومہ حیات پیدا کیا جو اُس کا ذریعہ تخلیق بنا۔ اور پھر اُس جرثومے کو پرورش کر کے اُسے یہاں تک بڑھالائے کہ آج وہ ہمارے سامنے باتیں چھانٹنے کے قابل ہوا ہے۔ (تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۲۷۲)

سوال:---یا اللہ پاک اِنسان آپ کے علاوہ دوسرے سہارے اور سر پرست کیوں ڈھونڈتا ہے ؟

جواب:--- رہے وہ لوگ جنہوں نے اُس کے سوا دوسرے سر پرست بنا رکھے ہیں۔ (اور اپنے اِس فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ) ہم تو اُن کی عبادت صرف اِس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری *رسائی کرا دیں۔ اللہ یقیناً اُن کے درمیان اِن باتوں کا فیصلہ کر دے گا۔ جن میں وہ اختلاف *کر رہے ہیں۔ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور منکرِ حق ہو۔ (الزمر آیت ۳)

---

* **رسائی کرا دیں۔**۔ کفارِ مکہ کہتے تھے اور بالعموم دنیا بھر کے مُشرکین یہی کہتے تھے کہ ہم دوسری ہستیوں کی عبادت اُن کو خالق سمجھتے ہوئے نہیں کرتے۔ خالق تو اللہ ہی کو مانتے ہیں۔ اور اصل معبود اُسی کو سمجھتے ہیں۔ لیکن اُس کی بارگاہ بہت اُونچی ہے۔ جس تک ہماری رسائی بھلا کہاں ہو سکتی ہے۔۔ اِس لئے ہم اُن بزرگ ہستیوں کو ذریعہ بناتے ہیں تا کہ یہ ہماری دُعائیں اور التجائیں اللہ تک پہنچا دیں۔ (تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۳۵۷)

* **اختلاف کر رہے ہیں۔**۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اِتفاق و اِتحاد صرف توحید ہی میں ممکن ہے۔ شرک میں کوئی اِتفاق نہیں ہو سکتا۔ دُنیا کے مُشرکین کبھی اِس بات پر مُتفق نہیں ہوئے کہ اللہ کے ہاں رسائی کا ذریعہ آخر کون سی ہستیاں ہیں۔ کسی کے نزدیک کچھ دیوتا اور دیویاں اس کا ذریعہ ہیں۔ اور اُن کے درمیان بھی سب دیوی دیوتاؤں پر اِتفاق نہیں ہے۔ کسی کے نزدیک چاند۔ سُورج۔ مریخ۔ مُشتری اس کا ذریعہ ہیں۔ اور وہ بھی آپس میں مُتفق نہیں ہیں کہ اِن میں سے کس کا کیا مرتبہ ہے۔ اور کون اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ کسی کے نزدیک وفات یافتہ بزرگ ہستیاں اس کا ذریعہ ہیں۔ اور اُن کے درمیان بھی بے شمار اختلافات ہیں۔ کوئی کسی بزرگ کو مان رہا ہے اور کوئی کسی اور کو۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اِن مُختلف ہستیوں کے بارے میں یہ گُمان نہ تو کسی علم پر مبنی ہے اور نہ اللہ تعالٰے کی طرف سے کبھی کوئی ایسی فہرست آئی ہے کہ فُلاں فُلاں شخص ہمارے مُقرب ہیں۔ لہٰذا ہم تک رسائی حاصل کرنے کے لئے تم اِن کو ذریعہ بناؤ۔ یہ تو ایک ایسا عقیدہ ہے جو محض وہم اور اندھی عقیدت اور اِسلاف کی بے سوچے سمجھے تقلید سے لوگوں میں پھیل گیا ہے۔ اِس لئے لامحالہ اِس میں اِختلاف تو ہونا ہی ہے۔ (تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۳۵۵ ۔ ۳۵۶)

سوال:---یا اللہ پاک اِنسانوں میں سے کئی ایسے بھی ہیں جو دوسروں کو جُرم پر اُبھارتے ہیں کہ میں تمہارے اِس جُرم کا ذمہ لیتا ہوں۔ اور اِس دُنیا میں یا کسی اور دنیا میں بھی اگر کسی نے کچھ پوچھا تو میں ذمہ دار ہوں۔ اِن لوگوں کی غلط فہمی کیسے دُور ہو ؟

جواب:--- کوئی بوجھ اُٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔ آخر کار تم سب کو اپنے رَبّ کی طرف پلٹنا ہے۔ پھر وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔ وہ تو دِلوں کا حال تک جانتا ہے۔ (اَلزمر آیت ۔ ۷)

سوال:---یااللہ پاک آپ کے کلام پاک (قرآن مجید) سے فائدہ اُٹھانے والے کون لوگ ہیں ؟

جواب:--- اللہ نے بہترین کلام اُتارا ہے۔ایک ایسی کتاب جس کے تمام اجزاء ہم رنگ ہیں۔اور جس میں بار بار مضامین دوہرائے گئے ہیں۔اِسے سُن کر اُن لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔جو اپنے رَبّ سے ڈرنے والے ہیں۔اور پھر اُن کے دل نرم ہوکر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہوجاتے ہیں۔یہ اللہ کی ہدایت ہے جس سے وہ راہِ راست پر لے آتا ہے۔جسے چاہتا ہے۔ اور جسے اللہ ہی ہدایت نہ دے۔اُس کے لئے پھر کوئی ہادی نہیں ہے۔

(الزمر آیت ۲۳)

سوال:---یااللہ پاک وہ کون سے لوگ ہیں جو صِرف اللہ کا نام سُن کر دل میں کُوھنے لگتے ہیں۔حالانکہ دوسروں کا نام سُن کر اُن کے چہرے کِھل اُٹھتے ہیں ؟

جواب:--- جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دِل کُوھنے لگتے ہیں۔اور جب اُس کے سِوا دوسروں ذکر ہوتا ہے تو یکایک وہ خوشی سے * کِھل اُٹھتے ہیں۔

(الزمر ۔آیت ۴۵)

---

* **کِھل اُٹھتے ہیں**۔۔۔یہ بات قریب قریب ساری دُنیا کے مُشرِکانہ ذوق رکھنے والے لوگوں میں مُشترک ہے۔حتٰے کہ مسلمانوں میں بھی جن بدقسمتوں کو یہ بیماری لگ گئی ہے۔وہ بھی عیب سے خالی نہیں ہیں۔زبان سے کہتے ہیں کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں۔لیکن حالانکہ اکیلے اللہ کا ذکر کیجئے تو اُن کے چہرے بگڑنے لگتے ہیں۔کہتے ہیں ضرور یہ شخص بزرگوں اور اولیاء کو نہیں مانتا۔جبھی تو بس اللہ ہی اللہ کی باتیں کئے جا رہا ہے۔اور اگر دوسروں کا ذِکر کیجئے تو اُن کے دِلوں کی کلی کِھل جاتی ہے۔اور بشاشت سے اُنکے چہرے دمکنے لگتے ہیں۔اِس طرزِ عمل سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کو اصل میں محبت اور دلچسپی کس سے ہے۔علامہ آلوسی نے تفسیر رُوح المعانی میں اُس مقام پر خُود اپنا ایک تجربہ بیان کیا ہے۔فرماتے ہیں۔ایک روز میں نے دیکھا۔ایک شخص اپنی کسی مصیبت میں ایک وفات یافتہ بزرگ کو مدد کے لئے پُکار رہا ہے۔میں نے کہا اللہ کے بندے اللہ کو پُکار۔وہ خود فرماتا ہے۔میری یہ بات سُن کر اُسے سخت غُصّہ آیا۔اور بعد میں لوگوں نے مُجھے بتایا کہ وہ کہتا تھا یہ شخص اولیاء کا مُنکر ہے۔اور بعض لوگوں نے اُسے یہ بھی کہتے سُنا کہ اللہ کی نسبت ولی جلدی سُن لیتے ہیں۔

(تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۳۷۷)

سوال:---یااللہ پاک آپ خود رحمت ہیں۔آپ کا کلام پاک رحمت ہے۔آپ کے نبی ﷺ رحمت ہیں۔آپ کا دین رحمت ہے۔اپنی اِس بے پایاں رحمت کے صدقے میں قرآن مجید کی آیات بتا دیجئے جس میں آپ نے گنہگار اِنسان کو بھی اپنا بندہ کہہ کر اُسے رحمت کی بشارت دی ہے۔تاکہ اُسے پڑھ کر اِنسان اُس رحمت کی اُمید میں جھوم اُٹھے ؟

جواب:--- (اے نبیؐ) کہدو۔ کہ اے میرے بندو۔جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے۔اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوجاؤ۔ یقیناً اللہ سارے گُناہ معاف کر دیتا ہے۔وہ تو غفور رحیم ہے۔پلٹ آؤ اپنے رَبّ کی طرف۔اور مُطیع بن جاؤ قبل اِس کے کہ تم پر عذاب آجائے۔اور پھر کہیں سے تمہیں مدد نہ مل سکے۔

(الزمر ۔ آیت ۵۳ ۔ ۵۴)

سوال:---یااللہ پاک عرشِ الٰہی کے حامل فرشتے اور جو عرش کے گرد و پیش حاضر رہتے ہیں۔اچھے اِنسانوں کے لئے کیا وہ دُعائیں کرتے ہیں ؟

جواب:--- عرشِ الٰہی کے حامل فرشتے اور وہ جو عرش کے گرد و پیش حاضر رہتے ہیں۔سب اپنے رَبّ کی حمد و ثناء کے ساتھ اُس کی

تسبیح کر رہے ہیں۔ وہ اُس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور ایمان لانے والوں کے حق میں دُعائے مغفرت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ۔۔۔
اے ہمارے رَبّ تو اپنی رحمت اور اپنے علم کے ساتھ ہر چیز پر چھایا ہوا ہے۔ پس معاف کر دے اور عذاب دوزخ سے بچا لے۔ اُن لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی اور تیرا راستہ اختیار کر لیا ہے۔ اے ہمارے رَبّ اور داخل کر اُن کو ہمیشہ رہنے والی اُن جنّتوں میں جن کا تُو نے وعدہ کیا ہے۔ اور اُن کے والدین اور بیویوں اور اولاد میں سے جو صالح ہوں۔ (اُن کو بھی وہاں پہنچا دے) تو بلا شُبہ قادرِ مُطلق اور حکیم ہے۔ اور بچا دے اُن کو بُرائیوں سے۔ جس کو تو نے قیامت کے دِن بُرائیوں سے بچا دیا۔ اُس پر تو نے بڑا رحم کیا۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

(المومن ۔آیت ۷۔۸)

سوال:--- یا اللہ پاک کیا آپ سے دُعا مانگنا بھی عبادت میں شامل ہے ؟

جواب--- تمہارا رَبّ کہتا ہے : " مُجھے پُکارو۔ میں تمہاری دُعائیں قبول کروں گا۔ جو لوگ گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے مُنہ موڑتے ہیں۔ ضرور ذلیل وخوار ہو کر جہنّم میں *داخل ہوں گے۔ **(المومن ۔ آیت ۶۰)**

جہنّم میں *داخل ہوں گے۔۔ اِس آیت میں دو باتیں خاص طور پر قابلِ غور ہیں۔ ایک یہ کہ دُعا اور عبادت کو یہاں مُترادف الفاظ کے طور پر اِستعمال کیا گیا ہے۔ کیونکہ پہلے فقرے میں جس چیز کی دُعا کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اُس کو دوسرے فِقرے میں عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اِس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ دعائیں عین عبادت اور جانِ عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ سے دُعا نہ مانگنے والوں کے لئے " گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے مُنہ موڑتے ہیں۔" کے الفاظ اُستعمال کئے گئے ہیں۔ اِس سے معلوم ہوا کہ اللہ سے دُعا مانگنا عین تقاضائے بندگی ہے۔ اور اُس سے مُنہ موڑنے کے معنی یہ ہیں کہ آدمی تکبّر میں مُبتلا ہے۔ اِس لئے اپنے مالک وخالق کے سامنے اِعترافِ عبُودیت کرنے سے کتراتا ہے۔ نبی ﷺ نے اپنے ارشادات میں آیت کے اِن دونوں مضامیں کو کھول کر بیان فرما دیا ہے۔ حضرت نعمانؓ بن بشیر کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ " دُعا عین عبادت ہے۔" پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ حضرت اُنسؓ کی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا : ۔۔ " دعا مغزِ عبادت ہے ۔" حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا۔ " جو اللہ سے نہیں مانگتا۔ اللہ اُس پر غضبناک ہوتا ہے ۔" اِس مقام پر پہنچ کر وہ عقدہ بھی حل ہو جاتا ہے۔ جو بُعت سے ذہنوں میں اکثر اُلجھن ڈالتا رہتا ہے۔ لوگ دُعا کے معاملے میں اِس طرح سوچتے ہیں کہ جب تقدیر کی بُرائی اور بھلائی اللہ کے اختیار میں ہے۔ اور وہ اپنی غالب حِکمت و مصلحت کے لحاظ سے جو فیصلہ کر چُکا ہے۔ وہی کچھ لازماً رونُما ہو کر رہنا ہے۔ تو پھر ہمارے دُعا مانگنے کا کیا حاصل ہے۔ یہ ایک بڑی غلط فہمی ہے جو آدمی کے دل سے دُعا کی ساری اہمیت نِکال دیتی ہے۔ اور اِس باطل خیال میں مُبتلا رہتے ہوئے اگر آدمی دُعا مانگے بھی تو اُس کی دُعا میں کوئی روح باقی نہیں رہتی۔ قرآن مجید کی مزکورہ بالا آیت میں اِس غلط فہمی کو دو طریقوں سے رفع کیا گیا ہے۔ اولا اللہ تعالےٰ بالفظ صریح فرما رہا ہے۔ " مُجھے پُکارو۔ میں تمہاری دُعائیں قبول کروں گا۔" اِس سے صاف معلوم ہوا کہ قضا اور تقدیر کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ جس نے معاذ اللہ خود اللہ تعالےٰ کے ہاتھ باندھ دئے ہوں۔ اور دُعا قبول کرنے کے لئے اختیارات اُس سے سلب ہو گئے ہوں۔ بندے تو بلا شُبہ اللہ کے فیصلوں کو ٹالنے یا بدل دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ مگر اللہ تعالےٰ خود یہ طاقت ضرور رکھتا ہے۔ کہ بندے کی دُعائیں اور اِلتجائیں سُن کر اپنا فیصلہ بدل دے۔ دوسری بات جو اِس آیت میں بیان کی گئی ہے وہ یہ کہ دُعا خواہ قبول ہو یا نہ ہو۔ بہر حال ایک فائدے اور بہت بڑے فائدے سے وہ کسی صورت میں بھی خالی نہیں ہوتی۔ اور وہ یہ ہے کہ بندہ اپنے رَبّ کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کر کے اور اُس سے دُعا مانگ کر اُس کی آقائی وبالا دستی کا اِعتراف اور اپنی بندگی و عاجزی کا اِقرار کرتا ہے۔ یہ اظہارِ عبوّدیت بجائے خُود عبادت بلکہ جانِ عبادت ہے۔ جس کے اجر سے بندہ کسی حال میں بھی محروم نہ رہے گا۔ قطع نظر اِس سے کہ وہ خاص چیز اُس کی عطا کی جائے جس کے لئے اُس نے دُعا کی تھی۔ نبی ﷺ کے اِرشادات میں اِن دونوں مضامین کی بھی پُوری وضاحت ہمیں مِل جاتی ہے۔ پہلے مضمون پر حسبِ ذیل احادیث روشنی ڈالتی ہیں : حضرت سلمانؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا " قضا کو کوئی چیز نہیں ٹال سکتی مگر دُعا ۔" یعنی اللہ کے فیصلے کو بدل دینے کی طاقت کسی میں نہیں ہے۔ مگر اللہ خود اپنا فیصلہ بدل سکتا ہے۔ اور یہ اُس وقت ہوتا ہے جب بندہ اُس سے دُعا مانگتا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا :۔۔۔
" آدمی جب کبھی اللہ سے دُعا مانگتا ہے۔ اللہ اُسے یا تو وہی چیز دیتا ہے۔ جس کی اُس نے دُعا مانگی تھی۔ یا اُس درجے کی کوئی بَلا اُس پر آنے سے روک دیتا ہے۔۔

بشرطیکہ وہ کسی گناہ کی یا قطع رحمی کی دُعا نہ کرے۔" اِسے ملتا جُلتا مضمون ایک دوسری حدیث میں ہے۔ جو حضرت ابُو سعید خدریؓ نے حضور ﷺ سے روایت کی ہے کہ اُس میں آپؐ کا اِرشاد یہ ہے کہ۔ " ایک مسلمان جب بھی کوئی دُعا مانگتا ہے بشرطیکہ وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دُعا نہ ہو۔ تو اللہ تعالےٰ اُسے تین صورتوں میں سے کسی ایک صُورت میں قبول فرماتا ہے۔ یا تو اُس کی وہ دُعا اِسی دُنیا میں قبول کر لی جاتی ہے یا اُسے آخرت میں اجر دینے کے لئے محفوظ رکھ لیا جاتا ہے۔ یا اُسی درجہ کی کسی آفت کو اُس پر آنے سے روک دیا جاتا ہے۔" حضرت ابوہُریرہؓ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا :۔ "جب تم میں سے کوئی شخص دُعا مانگے تو یوں نہ کہے کہ خُدایا مُجھے بخش دے اگر تو چاہے۔ مُجھ پر رحم کر اگر تو چاہے۔ مُجھے رِزق دے اگر چاہے۔ بلکہ اِسے قطعیّت کے ساتھ کہنا چاہیے کہ خُدایا میرے فلاں حاجت پوری کر۔" دوسری روایت میں حضرت ابوہُریرہؓ سے اِن الفاظ میں آئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔ "اللہ سے دُعا مانگو اِس یقین کے ساتھ کہ وہ قبُول فرمائے گا۔" ایک اور روایت میں حضرت ابوہُریرہؓ نبی ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں۔ "بندے کی دُعا قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ کسی گُناہ کی یا قطع رحمی کی دُعا نہ کرے اور جلد بازی سے کام نہ لے" عرض کیا گیا کہ جلد بازی کیا ہے رسول اللہ ؟ "فرمایا جلد بازی یہ ہے کہ آدمی کہے میں نے بہت دُعا کی۔ بہت دُعا کی مگر میں دیکھتا ہوں کہ میری دُعا قبُول ہی نہیں ہوتی۔ اور یہ کہہ کر آدمی تھک جائے اور دُعا مانگنی چھوڑ دے" دوسرے مُضامین کو حسبِ ذیل احادیث واضح کرتی ہیں۔ حضرت ابُو ہریرہؓ کی رویت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا : "اللہ کی نگاہ میں دُعا سے بڑھ کر کوئی چیز باوقعت نہیں ہے" حضرت اِبنِ مسعودؓ کی روایت ہے کے آپؐ نے فرمایا: "اللہ سے اُس کا فضل مانگو۔ کیونکہ اللہ اِس کو پسند فرماتا ہے کہ اُس سے مانگا جائے۔ حضرت اِبنِ عمرؓ اور حضرت معاذؓ اِبنِ جبل کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا : "دُعا بہر حال نافع ہے اُن بلاؤں کے معاملے میں جو نازل ہو چُکی ہیں۔ اور اُن کے معاملے میں بھی نازل نہیں ہوئیں۔ پس اے بندگانِ خُدا تم ضرور دُعا مانگا کرو" حضرت اُنسؓ کہتے ہیں حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے: تم میں سے ہر شخص کو اپنی حاجت خُدا سے مانگنی چاہیے۔ حتےٰ کہ اگر اُس کی جُوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے خُدا سے دُعا کرے۔ یعنی جو معاملات بظاہر آدمی کو اپنے اختیار میں محسوس ہوتے ہیں۔ اُن میں بھی تدبیر کرنے سے پہلے اُسے خُدا سے مدد مانگنی چاہیئے۔ اِس لئے کہ کسی معاملے میں بھی ہماری کوئی تدبیر خُدا کی توفیق و تائید کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اور تدبیر سے پہلے دُعا کے معنی یہ ہیں کہ بندہ ہر وقت اپنی عاجزی اور خُدا کی بالادستی کا اِعتراف کر رہا ہے۔ **(تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۴۲۰ ـ ۴۲۲۰)**

سوال:---یا اللہ پاک جن لوگوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے۔ اور پھر اُس پر ثابت قدم رہے۔ اُن کو ملائکہ کیا خوش خبری دیں گے ؟

جواب:---جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا ربّ ہے۔ اور پھر وہ اُس پر ثابت قدم رہے۔ یقیناً اُن پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور اُن سے کہتے ہیں "نہ ڈرو۔ نہ غم کرو۔ اور خوش ہو جاؤ اُس جنّت کی بشارت سے۔ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم اِس دُنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی۔ وہاں جو کچھ تم چاہو گے تُمھیں ملے گا۔ اور ہر چیز جس کی تم تمنا کرو گے وہ تُمہاری ہو گی۔ یہ ہے سامانِ ضیافت اُس ہستی کی طرف سے جو غفُور اور رحیم ہے" **(حٰمٓ السجدہ ـ آیت ۳۰ـ۳۲)**

سوال:---یا اللہ پاک دُشمن کو جگری دوست بنانے کا آسان طریقہ کیا ہے ؟

جواب:---اور اے نبیؐ ---نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں۔ تُم بدی کو اُس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو۔ تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے۔ یہ صِفت نصیب نہیں ہوتی مگر اُن لوگوں کو جو صبر کرتے ہیں۔ اور یہ مقام حاصل نہیں ہوتا مگر اُن لوگوں کو جو بڑے نصیبے والے ہیں۔ اور اگر تم شیطان کی طرف سے کوئی اُکساہٹ محسوس کرو تو اللہ کی پناہ مانگ لو۔ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ **(حٰمٓ السجدہ ـ آیت ۳۴ ـ ۳۶)**

سوال:---یا اللہ پاک آپ نے سب اِنسانوں کو ایک جیسا اور کثرت سے رِزق کیوں نہیں دیا ؟

جواب:---اگر اللہ اپنے بندوں کو کُھلا رِزق دے دیتا۔ تو وہ زمین میں سرکشی برپا کر دیتے۔ مگر وہ ایک حساب سے جتنا چاہتا ہے نازل کرتا

ہے۔یقیناً وہ اپنے بندوں سے باخبر ہے۔اور اُن پر نِگاہ رکھتا ہے۔ **(الشوریٰ ۔آیت ۲۷)**

سوال:---یا اللہ پاک بے شک دُنیا کی زندگی چندروزہ ہے۔اور آخرت بہتر اور پائیدار بھی ہے۔لیکن آپ ہماری رہنمائی کے لئے یہ بتادیں کہ آخرت کے سروسامان کن لوگوں کے لئے ہیں ؟

جواب:--- جو کچھ بھی تم لوگوں کو دیا گیا ہے۔وہ محض دُنیا کی چندروزہ زِندگی کا سروسامان ہے۔اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے۔وہ بہتر بھی ہے اور پائیدار بھی۔وہ اُن لوگوں کے لئے ہے جو اِیمان لائے ہیں۔اور اپنے رَبّ پر بھروسہ کرتے ہیں۔جو بڑے بڑے گُناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور اگر غُصّہ آجائے تو درگُذر کر جاتے ہیں۔جو اپنے رَبّ کا حُکم مانتے ہیں۔نماز قائم کرتے ہیں۔اپنے معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں۔ہم نے جو کچھ بھی رِزق اُنہیں دیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔اور جب اُن پر زیادتی کی جاتی ہے تو اُس کا مُقابلہ کرتے ہیں۔بُرائی کا بدلہ ویسی ہی بُرائی ہے۔پھر جو کوئی معاف کردے اور اِصلاح کرے۔اُس کا اجر اللہ کے ذمّہ ہے۔اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔اور جو لوگ ظُلم ہونے کے بعد بدلہ لیں۔اُن کو ملامت نہیں کی جاسکتی۔ملامت کے مُستحق وہ ہیں جو دوسروں پر ظُلم کرتے ہیں۔اور زمین میں ناحق زیادتیاں کرتے ہیں۔ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔البتہ جو شخص صبر سے کام لے اور درگُذر کرے۔تو یہ بڑے اُولوالعزمی کے کاموں میں سے ہے۔

(الشوریٰ ۔آیت ۳۶ ۔۴۳)

سوال:---یا اللہ پاک کیا کوئی اِنسان اطاعتِ کاملہ کے ذریعے اِس قابل ہوسکتا ہے کہ آپ سے رُوبرُو بات کرسکے ؟

جواب:--- کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کہ اللہ اُس سے رُوبرُو بات کرے۔اُس کی بات یا تو <u>*وحی</u> (اشارے) کے طور پر ہوتی ہے۔یا پردے کے <u>*پیچھے</u> سے۔یا پھر کوئی پیغام بَر (فرشتہ) بھیجتا ہے۔اور وہ اُس کے حُکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے۔وہی کرتا ہے۔ وہ برتر اور <u>*حکیم</u> ہے

(الشوریٰ ۔ آیت ۵۱)

---

* **وحی ---** یہاں وحی سے مُراد ہے اِلہام۔دل میں کوئی بات ڈالنا یا خواب میں کچھ دِکھا دینا۔جیسے حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور حضرت یوسف علیہ السّلام کو دِکھایا گیا تھا۔

* **پردے کی پیچھے---** سے مُراد یہ ہے کہ بندہ ایک آواز سُنے مگر بولنے والا اُسے نظر نہ آئے۔جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ ہوا کہ کوہِ طور کے دامن میں ایک درخت سے یکایک آواز آنی شروع ہوئی۔مگر بولنے والا اُن کی نِگاہ سے اوجھل تھا۔

* **وہ برتر اور حکیم ہے۔** یعنی وہ اُس سے بہت بالا و برتر ہے کہ کسی بشر سے رُودررُو کلام کرے۔اور اُس کی حکمت اُس سے عاجز نہیں ہے کہ اپنے کسی بندے تک اپنی ہدایات پہُنچانے کے لئے روبرو بات چیت کرنے کے سوا کوئی اور تدبیر نکال لے۔

(تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۵۱۶)

سوال:---یا اللہ پاک بیٹی کی پیدائش پر اِنسان پریشان کیوں ہوجاتا ہے ؟

جواب:--- کیا اللہ نے اپنی مخلوق میں سے اپنے لئے بیٹیاں اِنتخاب کیں اور تُمہیں بیٹوں سے نوازا ؟ اور حال یہ ہے کہ جس اولاد کو یہ لوگ خُدائے رحمان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔اُس کی ولادت کا مُژدہ جب خُود اُن میں سے کسی کو دیا جاتا ہے۔

تو اُس کے مُنہ پر سیاہی چھا جاتی ہے۔اور وہ غم سے بھر جاتا ہے۔کیا اللہ کے حصّے میں وہ اولاد آئی جو زیوروں میں پالی جاتی ہے۔اور بحث وحُجت میں اپنا مُدّعا پوری طرح واضح بھی نہیں کر سکتی۔ (الزخرف ۔آیت ۱۶۔۱۸)

سوال:---یا اللہ پاک جو اِنسان آپ کے ذِکر۔آپ کی یاد اور آپ کی طرف سے بھیجی گئی نصیحت سے تغافل برتتا ہے۔اُس کے ساتھ آپ کیا سلوک کرتے ہیں ؟

جواب:---جو شخص رحمان کے ذِکر سے تغافل برتتا ہے۔ہم اُس پر ایک شیطان مُسلّط کر دیتے ہیں۔اور وہ اُس کا رفیق بن جاتا ہے۔یہ شیاطین ایسے لوگوں کو راہِ راست پر آنے سے روکتے ہیں۔اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک جا رہے ہیں۔آخر کار جب یہ شخص ہمارے ہاں پہنچے گا۔اور اپنے شیطان سے کہے گا۔۔ " کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق ومغرب کا بُعد ہوتا۔تو تُو بدترین ساتھی نِکلا" اُس وقت اُن لوگوں سے کہا جائے گا کہ جب تم ظُلم کر چکے تو آج یہ بات تُمہارے لئے کچھ بھی نافع نہیں ہے کہ تم اور تمہارے شیاطین عذاب میں مُشترک ہیں۔ (الزخرف ۔ آیت ۳۶ ۔ ۳۹)

سوال:---یا اللہ پاک کیا قیامت کے دِن دوست ایک دوسرے سے مُلاقات کریں گے ؟

جواب:--- وہ دِن جب آئے گا تو متّقین کو چھوڑ کر باقی سَب دوست ایک دوسرے کے دُشمن ہو جائیں گے۔

سوال:---یا اللہ پاک جس اِنسان کے سامنے آپ کی آیات پڑھی جائیں۔اگر وہ اُن سے مُنہ پھیرے تو اُس کا کیا حشر ہوگا۔جب کہ وہ توبہ بھی نہ کرے اور آپ کی طرف بھی نہ پلٹے ؟

جواب:---تباہی ہے ہر اُس جھوٹے بداعمال شخص کے لئے جس کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں۔اور وہ اُن کو سُنتا ہے۔پھر پورے اِستکبار کے ساتھ اپنے کُفر (اِنکار) پر اس طرح اڑا رہتا ہے۔کہ گویا اُس نے اِن کو سُنا ہی نہیں۔ایسے شخص کو دردناک عذاب کا مُژدہ سُنا دو۔ہماری آیات میں سے کوئی بات جب اُس کے عِلم میں آتی ہے۔تو وہ اُن کا مذاق بنالیتا ہے۔ایسے لوگوں کے لئے ذِلّت کا عذاب ہے۔اُن کے آگے جہنّم ہے۔جو کچھ بھی اُنہوں نے دُنیا میں کمایا ہے۔اُس میں سے کوئی چیز اُن کے کام نہ آئے گی۔نہ اُن کے وہ سرپرست ہی اُن کے لئے کچھ کر سکیں گے۔جنہیں اللہ کو چھوڑ کر اُنہوں نے ولی بنا رکھا ہے۔اُن کے لئے بڑا عذاب ہے۔ (الجاثیہ ۔ آیت ۷۔ ۱۰)

سوال:---یا اللہ پاک وہ کون سا اِنسان ہے جسے آپ نے عِلم کے باوجود گُمراہی میں پھینک دیا ؟

جواب:---پھر کیا تُم نے کبھی اُس شخص کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خُدا بنالیا۔اور اللہ نے عِلم کے باوجود اُسے گُمراہی میں پھینک دیا۔اور اُس کے دِل اور کانوں پر مُہر لگادی۔اور اُس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔اللہ کے بعد اب اور کون ہے جو اُسے ہدایت دے ؟ کیا تم لوگ کوئی سبق نہیں لیتے ؟ (الجاثیہ ۔ آیت۔۲۳)

سوال:---یا اللہ پاک حضور ﷺ کے صُحابہ کرامؓ کِس قسم کے اِنسان تھے ؟

جواب:--- مُحمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں وہ کُفّار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔تُم جب دیکھو گے۔اُنہیں

رکوع و سجود۔ اور اللہ کے فضل اور اُس کی خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے۔ سجود کے اثرات اُن کے چہروں پر موجود ہیں۔ جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں۔ یہ ہے اُنکی صفت توراۃ میں۔ اور انجیل میں اُن کی مثال یُوں دی گئی ہے کہ گویا ایک کھیتی ہے۔ جس نے پہلے کونپل نکالی۔ پھر اُس کو تقویت دی۔ پھر وہ گدرائی۔ پھر اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی۔ کاشت کرنے والوں کو وہ خُوش کرتی ہے۔ تا کہ کُفار اُن کے پھلنے پھولنے پر جلیں۔ اُس گروہ کے لوگ جو ایمان لائے ہیں۔ اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں۔ اللہ نے اُن سے مغفرت اور بڑے اَجر کا وعدہ فرمایا ہے۔ (اَلفتح آیت ۔۲۹)

سوال:--- یا اللہ پاک معاشرے میں اَمن و سکون پیدا کرنے کے لئے اخلاق فاضلہ کی چند خصوصیات ہمیں بتا دیجئے تا کہ اُن پر عمل کر کے ہم اپنی عاقبت سُدھار سکیں ؟

جواب:--- اے لوگو جو ایمان لائے ہو : نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اُڑائیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اُڑائیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو۔ نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بُری بات ہے۔ جو لوگ اِس روِش سے باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو : بہت گُمان کرنے سے پرہیز کرو۔ کہ بعض گُمان گناہ ہوتے ہیں۔ تجّسُس نہ کرو۔ اور تم میں کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے۔ جو اپنے مَرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے۔ دیکھو تم خُود اُس سے گھِن کھاتے ہو۔ اللہ سے ڈرو۔ اللہ توبہ قبُول کرنے والا اور رحیم ہے۔ (اَلحجرات آیت ۱۱۔ ۱۲)

سوال:--- یا اللہ پاک آپ نے تمام اِنسانوں کو حضرت آدم علیہ السّلام کی اولاد سے پیدا کیا۔ اُن میں کچھ خُوشحال اور کچھ مفلوک الحال ہیں۔ اور کچھ جاہل اور کچھ عالم ہیں۔ غرض ہر رنگ کا اِنسان دُنیا میں موجُود ہے۔ لیکن ہر انسان یہ کہتا ہے کہ جو زیادہ دولت مند ہے۔ وہ زیادہ عزّت والا ہے۔ آپ ہمیں عزّت کا وہ معیار بتا دیجئے۔ جو آپ کے دربار میں مقبول ہو ؟

جواب:--- لوگو ! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ اور تُمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں۔ تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزّت والا وہ ہے۔ جو تمہارے اندر سب سے زیادہ * **پرہیزگار** ہے۔ یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔ (اَلحجرات آیت ۱۳)

* **پرہیزگار**۔۔ فتح مکّہ کے موقع پر طواف کعبہ کے بعد نبی ﷺ نے جو تقریر فرمائی تھی۔ اُس میں فرمایا۔۔ "شکر ہے اُس خُدا کا جس نے تم سے جاہلیت کا عیب اور اُس کا تکبر دور کر دیا۔ لوگو ! تمام اِنسان بس دو حصّوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ ایک نیک اور پرہیزگار جو اللہ کی نِگاہ میں عزّت والا ہے۔ دوسرا فاجر اور شقی جو اللہ کی نِگاہ میں ذلیل ہے۔ ورنہ سارے اِنسان آدم کی اولاد ہیں۔ اور اللہ نے آدم کو مٹّی سے پیدا کیا تھا۔" حجتہ الوداع کے موقع پر ایامِ تشریق کے وسط میں آپؐ نے ایک تقریر کی اور اُس میں فرمایا :
" لوگو ! خبردار رہو۔ تم سب کا خُدا ایک ہے۔ کسی عرب کو کسی عجمی پر۔ اور عجمی کو کسی عرب پر۔ اور کسی گورے کو کسی کالے پر۔ اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ مگر تقویٰ کے اعتبار سے اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزّت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔
بتاؤ میں نے تمھیں بات پہُنچا دی ؟ لوگوں نے عرض کیا ۔۔ " ہاں یا رسوُل اللہ "
فرمایا ! اچھا تو جو موجود ہے۔ وہ اُن لوگوں تک یہ بات پہُنچا دیں جو موجود نہیں ہیں "

(تفہیم القرآن جلد پنجم صفحہ ۹۷ ۔ ۹۸)

سوال:---یااللہ پاک اِنسان جب گُناہ کرتا ہے تو یہ سوچتا ہے کہ اللہ پاک کو اِس کی خبر نہیں ہوگی۔ کیونکہ میں نے اِسے چُھپ کر کیا ہے۔ کیا اُس کا یہ گُمان اُس کے لئے کسی حال میں بھی نافع ہے ؟

جواب:--- ہم نے اِنسان کو پیدا کیا۔ اور اُس کے دِل میں اُبھرنے والے وسوسوں کو ہم جانتے ہیں۔ ہم اُس کی رگِ گردن سے بھی زیادہ اُس کے قریب ہیں۔ (اور ہمارے اِس براہِ راست علم کے علاوہ) دو کاتب اُس کے دائیں بائیں بیٹھے ہر چیز پر ثبت کر رہے ہیں کوئی لفظ اُس کی زبان سے نہیں نِکلتا جسے محفوظ کرنے کے لئے ایک حاضر باش نگراں موجود نہ ہو۔ **(قٓ ۔ آیت ۱۶۔۱۸)**

سوال:---یااللہ پاک اِنسان کا مقصدِ حیات کیا ہے۔ (اُسے آپ نے کس مقصد کی تکمیل کے لئے پیدا کیا ہے ؟)

جواب:--- میں نے جنّ اور اِنسانوں کو اِس کے سوا کسی کام کے لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری بندگی کریں۔ میں اُن سے کوئی رِزق نہیں چاہتا۔ اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مُجھے کِھلائیں۔ اللہ خُود ہی رزّاق ہے۔ بڑی قُوّت والا اور زبردست۔ **(الذّٰریٰت۔ آیت ۵۸)**

سوال:---یااللہ پاک اِنسان قیامت کے روز اپنی قبروں سے نِکل کر کہاں جائیں گے ؟

جواب:--- جس روز پُکارنے والا ایک سخت ناگزار چیز کی طرف پُکارے گا۔ لوگ سہمی ہوئی نِگاہوں کے ساتھ اپنی قبروں سے اِس طرح نِکلیں گے۔ گویا وہ بِکھری ہوئی ٹِڈیاں ہیں۔ پُکارنے والے کی طرف دوڑے جارہے ہوں گے۔ اور وہی مُنکرین (جو دُنیا میں اِنکار کرتے تھے۔) اُس وقت کہیں گے کہ یہ دن تو بڑا کٹھن ہے۔ **(القمر۔ آیت ۶۔۸)**

سوال:---یااللہ پاک حشر کے روز اِنسان کتنے گروہوں میں تقسیم کردئے جائیں گے ؟

جواب:--- تم لوگ اُس وقت تین گروہوں میں تقسیم کردئے جاؤ گے۔

دائیں بازو والے۔۔ سو دائیں بازو والوں (کی خوش نصیبی) کا کیا کہنا۔

بائیں بازو والے۔۔ تو بائیں بازو والوں (کی بد نصیبی) کا کیا ٹھکانا۔

اور آگے والے تو پھر *<u>آگے والے</u> ہی ہیں۔ وہی تو مُقرّب لوگ ہیں۔ نعمت بھری جنّتوں میں رہیں گے۔ اگلوں میں سے بُہت ہوں گے اور پچھلوں میں سے کم۔ **(الواقعہ آیت ۷۔۱۵)**

---

* **آگے والے**۔۔ وہ لوگ جو نیکی اور حق پرستی میں سب پر سبقت لے گئے۔ حضرت عایشہؓ سے روریت ہے کہ حضور ﷺ نے لوگوں سے پوچھا۔۔ "جانتے ہو قیامت کے روز کون لوگ سب سے پہلے پہنچ کر اللہ کے سایہ میں جگہ پائیں گے۔" لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسولؐ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا۔۔ " وہ جن کا حال یہ تھا کہ جب اُن کے آگے حق پیش کیا گیا۔ اُنہوں نے قبُول کرلیا۔ جب اُن سے حق مانگا گیا۔ اُنہوں نے ادا کیا۔ اور دوسروں کے معاملے میں اُن کا فیصلہ وہی کچھ تھا۔ جو خُود اپنی ذات کے معاملہ میں تھا۔ **(تفہیم القرآن جلد پنجم صفحہ ۲۷۸)**

سوال:---یااللہ پاک کیا آپ کے کلام (قُرآن مجید) کو چُھونے کے لئے کوئی شرط ہے ؟

جوب:--- پس نہیں۔ میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے مواقع کی۔ اور اگر تم سمجھو تو یہ بُہت بڑی قسم ہے کہ یہ ایک بُلند پایہ قُرآن ہے۔

ایک محفوظ کتاب میں ثبت ۔ جسے مطہرین کے سوا کوئی چھو نہیں سکتا۔ یہ ربّ العالمین کا نازل کردہ ہے۔ پھر کیا اِس کلام کے ساتھ بے اعتنائی برتتے ہو۔ اور اِس نعمت میں اپنا حصّہ تم نے یہ رکھا ہے کہ اِسے جُھٹلاتے ہو ؟ (الواقعہ ۔ آیت ۷۵۔۸۲)

سوال:---یااللہ پاک آج کا اِنسان اپنے دُنیاوی اور سائنسی علم کے زُعم میں یہ گمان کرتا ہے کہ وہ ایک نہ ایک دن موت پر کنٹرول کرلیگا۔ اُس کا یہ زُعم کیسا ہے ؟

جواب:--- اب اگر تم کسی کے محکوم نہیں ہو۔ اور اپنے خیال میں سچے ہو۔ تو جب مرنے والے کی جان حلق تک پہنچ چکی ہوتی ہے۔ اور تم آنکھوں دیکھ رہے ہوتے ہو کہ وہ مر رہا ہے۔ اُس وقت اُس کی نکلتی ہوئی جان کو واپس کیوں نہیں لے آتے ؟ اُس وقت تمہاری بہ نسبت ہم اُس کے قریب ہوتے ہیں۔ مگر تُم کو نظر نہیں آتے۔ (الواقعہ آیت ۸۳۔۸۷)

سوال:---یااللہ پاک بے شک دُنیا کی یہ زندگی چند روزہ ہے۔ مگر اِس سے بہتر کی طرف کیسے قدم اُٹھایا جائے ؟

جواب:--- دُنیا کی زندگی ایک دھوکے کی ٹٹی کے سوا کچھ نہیں۔ دوڑو۔ اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اپنے ربّ کی مغفرت اور اُس سے جنّت کی طرف جس کی وسعت آسمان و زمین جیسی ہے۔ جو مُہیا کی گئی ہے اُن لوگوں کے لئے جو اللہ اور اُس کے رسولوں پر اِیمان لائے ہوں۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔
(الحدید آیت ۲۰ ۔۲۱)

سوال:---یااللہ پاک کیا فخر کرنے والے بھی آپ کو کے پسندیدہ اِنسان ہوسکتے ہیں ؟

جواب:--- اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھتے ہیں۔ اور فخر جتاتے ہیں۔ (الحدید آیت ۲۳)

سوال:---یااللہ پاک اگر دُنیا "آج" ہے اور آخرت "کل" تو کل کے لئے اِنسان کو کیا کرنا چاہیئے ؟

جواب:--- اے لوگو ! جو اِیمان لائے ہو۔ اللہ سے ڈرو۔ اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اُس نے کل کے لئے کیا سامان کیا ہے۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ یقیناً تمہارے اُن سَب اَعمال سے باخبر ہے جو تُم کرتے ہو۔ اُن لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جو اللہ کو بُھول گئے۔ تو اللہ نے اُنھیں خود اپنا نفس بُھلا دیا۔ یہی لوگ فاسق ہیں۔ دوزخ میں جانے والے اور جنّت میں جانے والے بھی یکساں نہیں ہوسکتے۔ جنّت میں جانے والے ہی اصل میں کامیاب ہیں۔ (الحشر آیت ۱۸ ۔۲۰)

سوال:---یااللہ پاک وہ بدبخت لوگ کون تھے جن کے متعلق آپ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ سے ارشاد فرمایا تھا کہ اے نبیؐ آپؐ کی دعا کے باوجود بھی اِن کی مغفرت نہ ہوگی ؟

جواب:--- اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تا کہ اللہ کا رسول تُمہارے لئے مغفرت کی دُعا کرے۔ تو سر جھٹکتے ہیں۔ اور تم دیکھو گے کہ وہ بڑے گھمنڈ کے ساتھ آنے سے رُکتے ہیں۔ اے نبیؐ ! تم چاہے اُن کی مغفرت کی دُعا کرو یا نہ کرو۔ اُن کے لئے یکساں ہے۔ اللہ ہر گز ہدایت نہیں دیتا۔ (المنٰفقون آیت ۵۔۶)

سوال:---یا اللہ پاک اِنسان عام طور پر موت کے وقت زندگی کی مُہلت کیوں مانگتا ہے ؟

جواب:---اے لوگو ! جو اِیمان لائے ہو۔ تُمہارے مال اور تمہاری اولادیں تم کو اللہ سے غافل نہ کر دیں۔ جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارے میں رہنے والے ہیں۔ جو رِزق ہم نے تُمہیں دیا ہے۔ اُس میں سے خرچ کرو۔ قبل اِس کے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے۔ اور اُس وقت وہ کہے کہ۔۔ "اے میرے رَبّ ! کیوں نہ تُو نے مُجھے تھوڑی سی مُہلت اور دے دی کہ میں صدقہ دیتا اور صالح لوگوں میں شامل ہو جاتا۔" حالانکہ جب کسی کی مُہلتِ عمل پوری ہونے کا وقت آ جاتا ہے۔ تو اللہ ہرگز مزید مُہلت نہیں دیتا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے باخبر ہے۔ **(المنٰفقون آیت ۹ ۔ ۱۱)**

سوال:---یا اللہ پاک بعض اوقات ناسازگار حالات کی وجہ سے اِنسان سخت پریشان ہو جاتا ہے۔ وہ اِس مُشکلات سے نجات کیسے حاصل کرے ؟

جواب:---یہ باتیں ہیں جن کی تم لوگوں کو نصیحت کی جاتی ہے۔۔ ہر اُس شخص کو جو اللہ اور آخرت کے دن پر اِیمان رکھتا ہو۔ جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا۔ اللہ اُس کے لئے مُشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا۔ اور اُسے ایسے راستے سے رِزق دے گا جدھر اُس کا گُمان بھی نہ جاتا ہو۔ جو اللہ پر بھروسہ کرے اُس کے لئے وہ کافی ہے۔ اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کے لئے ایک تقدیر مُقرّر کر رکھی ہے۔ **(الطلاق آیت ۲ ۔ ۳)**

سوال:---یا اللہ پاک اِنسان عموماً خود تو نماز پڑھتا ہے۔ اور دوسرے نیک کام بھی کر لیتا ہے۔ لیکن اپنے اہل وعیال کو اِن کی پابندی کے لئے اوّل تو کہتا ہی نہیں ہے۔ اور اگر کبھی کہہ بھی دیتا ہے۔ تو بس رواجی طور پر کہتا ہے۔ اُن پر سختی نہیں کرتا۔ کیا اُس کا یہ رویّہ دُرست ہے ؟

جواب:---اے لوگو ! جو اِیمان لائے ہو۔ بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اُس آگ سے جس کا ایندھن *__اِنسان__ اور پتھر ہوں گے۔ جس پر نہایت تُندخُو اور سخت گیر فرشتے مُقرر ہوں گے۔ جو کبھی اللہ کے حُکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اور جو حُکم بھی اُنھیں دیا جاتا ہے۔ اُسے بجا لاتے ہیں۔ **(التحریم آیت ۶)**

*** ایندھن اِنسان اور پتھر ہوں گے۔۔** یہ آیت بتاتی ہے کہ ایک شخص کی ذمہ داری صِرف اپنی ذات ہی کو خُدا کے عذاب سے بچانے کی کوشش تک محدود نہیں ہے بلکہ اُس کا کام یہ بھی ہے کہ نظامِ فطرت نے جس خاندان کی سربراہی کا بار اُس پر ڈالا ہے اُس کا بھی وہ اپنی حدِّ اِستطاعت تک ایسی تعلیم وتربیت دے۔ جس سے وہ خُدا کے پسندیدہ اِنسان بنیں۔ اور اگر وہ جہنّم کی راہ پر جا رہے ہوں۔ تو جہاں تک بھی اُس کے بس میں ہو اُن کو اِس سے روکنے کی کوشش کرے، اُس کو صرف یہی فِکر نہیں ہونی چاہیئے کہ اُس کے بال بچّے دُنیا میں خوشحال ہوں۔ بلکہ اِس سے بھی بڑھ کر اُسے یہ فِکر ہونی چاہیئے کہ وہ آخرت میں جہنّم کا ایندھن نہ بنیں۔ بُخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "تم میں سے ہر ایک راعی ہے۔ اور ہر ایک اپنی رعیّت کے معاملہ میں جواب دہ ہے۔ حُکمران راعی ہے اور وہ اپنی رعیّت کے مُعاملہ میں جواب دہ ہے۔ مرد اپنے گھر والوں کا راعی ہے۔ اور اُنکے بارے میں جواب دہ ہے۔" **(تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۲۹ ۔ ۳۰)**

سوال:---یا اللہ پاک اِنسان کی موت وحیات میں اُس کے لئے کون سا پیغام مَخفی ہے ؟

جواب:--- نہایت بُزرگ و برتر ہے وہ جس کے ہاتھ میں کائینات کی سلطنت ہے۔ اور ہر چیز پر قُدرت رکھتا ہے۔ جس نے موت اور زِندگی کو اِیجاد کیا۔ تا کہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے۔ کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔ وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی۔ (الملک آیت ١۔٢)

سوال:--- یا اللہ پاک حشر کے روز اُس کا نامۂ اَعمال کس طرح سے ملے گا۔ اور اُسے دیکھ کر اُس کی کیفیت کیا ہوگی ؟

جواب:--- اُس وقت جس کا نامۂ اَعمال اُس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ کہے گا۔۔ "لو دیکھو۔ پڑھو۔ میرا نامۂ اَعمال۔ میں سمجھتا تھا کہ ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے۔" پس وہ دِل پسند عیش میں ہوگا۔ عالی مُقام جنّت میں۔ جس کے پھلوں کے گُچھے جُھکے پڑ رہے ہوں گی۔ (ایسے لوگوں سے کہا جائے گا) مزے سے کھاؤ پیئو۔ اپنے اُن اَعمال کے بدلے جو تم نے گزرے ہوئے دِنوں میں کیئے ہیں۔ اور جس کا نامۂ اَعمال اُس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ کہے گا۔۔ "کاش میرا نامۂ اَعمال مُجھے نہ دیا گیا ہوتا۔ اور میں نہ جانتا کہ میرا حِساب کیا ہے۔ کاش میری وہی موت (جو دُنیا میں آئی تھی) فیصلہ کُن ہوتی۔ آج میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ میرا سارا اِقتدار ختم ہوگیا۔" (حُکم ہوگا) اِسے اِس کی گردن میں طوق ڈال دو۔ پھر اِسے جہنّم میں جھونک دو پھر اِس کو ستّر ہاتھ لمبی زنجیر میں جکڑ دو۔ یہ نہ اللہ بُزرگ و برتر پر ایمان لاتا تھا۔ اور نہ مِسکین کو کھانا کِھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔ لِہٰذا آج نہ یہاں اُس کا کوئی یار غم خوار ہے اور نہ زخموں کے دھوؤں کے سِوا اُس کے لئے کوئی کھانا۔ جسے خطا کاروں کے سِوا کوئی نہیں کھاتا۔ (الحاقہ آیت ١٩۔ ٣٧)

سوال:--- یا اللہ پاک کیا کچھ جِن مُسلمان بھی ہیں ؟

جواب:--- اے نبیؐ ! کہو میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ جِنّوں کہ ایک گروہ نے غور سے سنا اور پھر (جا کر) اپنی قوم کے لوگوں سے کہا۔۔ " (١) ہم نے ایک بڑا ہی عجیب قُرآن سُنا ہے۔ جو راہِ راست کی طرف رہنُمائی کرتا ہے۔ اِس لئے ہم اُس پر ایمان لے آئے ہیں۔ اور اب ہم ہرگز اپنے رَبّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ (الجِن آیت ١ ۔ ٢)

(٢) اور یہ کہ ہم میں سے کچھ مُسلم (اللہ کے اطاعت گزار) ہیں اور کچھ حق سے مُنحرف۔ تو جنہوں نے اِسلام (اِطاعت کا راستہ) اختیار کرلیا۔ اُنھوں نے نجات کی راہ ڈھونڈ لی۔ اور جو حق سے مُنحرف ہیں۔ وہ جہنّم کا ایندھن بننے والے ہیں (الجن ۔١٤۔١٥)

سوال:--- یا اللہ پاک کیا آپ نے کسی کو غیب کا علم بھی دیا ہے۔ کیونکہ کئی اِنسان اِس کے جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں ؟

جواب:--- وہ عالِم غیب ہے۔ اپنے غیب پر کسی کو * مُطلع نہیں کرتا۔ سوائے اُس رسول کے جسے اُس نے (غیب کا کوئی علم دینے کے لئے) * پسند کرلیا ہو۔ تو اُس کے آگے اور پیچھے وہ مُحافظ لگا دیتا ہے۔ تا کہ وہ جان لے کہ اُنہوں نے اپنے رَبّ کے پیغامات پُہنچا دئے۔ اور وہ اُن کے پورے ماحول کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور ایک ایک چیز کو اُس نے * گِن رکھا ہے۔ (الجن آیت ٢٦ ۔٢٨)

....

* **مطلع نہیں کرتا۔۔** یعنی غیب کا پورا علم اللہ تعالےٰ کے لئے مخصوص ہے۔اور یہ مکمل علمِ غیب وہ کسی کو بھی نہیں دیتا۔

* **بند کر لیا ہے۔۔** یعنی رسول بجائے خود عالم الغیب نہیں ہوتا، بلکہ اللہ تعالےٰ جب اُس کو رسالت کا فریضہ انجام دینے کے لئے منتخب فرماتا ہے۔تو غیب کے حقائق میں سے جن چیزوں کا علم وہ چاہتا ہے اُسے عطا فرما دیتا ہے۔

* **رگن رکھا ہے ۔۔** یعنی رسول پر بھی اور فرشتوں پر بھی اللہ تعالےٰ کی قُدرت اِس طرح مُحیط ہے۔کہ اگر وہ بال برابر بھی اُس کی مرضی کے خلاف جُنبش کریں۔تو وہ فوراً گرفت میں آ جائیں۔اور جو پیغامات اللہ تعالےٰ بھیجتا ہے اُن کا حُرف حُرف گِنا ہوا ہے۔رسُولوں اور فرشتوں کی یہ مجال نہیں ہے کہ اُن میں ایک حُرف کی کمی بیشی بھی کر سکیں۔

(تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۱۲۱ ۔ ۱۲۳)

سوال:--- یا اللہ پاک اپنے نفس پر قابو پانے کا کوئی طریقہ بتا دیجئے ؟

جواب:--- اور حقیقت رات کا اُٹھنا نفس پر قابو پانے کے لئے کارگر اور قرآن ٹھیک پڑھنے کے لئے زیادہ موزُوں ہے **(المزمل ٦۔٧)**

سوال:--- یا اللہ پاک قرآن مجید میں دوزخ کا ذِکر کیوں کیا گیا ہے ؟

جواب:--- اور اُس دوزخ کا ذِکر اِس کے سِوا کسی غرض کے لئے نہیں کیا گیا ہے کہ لوگوں کو اِس سے نصیحت ہو۔ **(المدثر آیت ۔۳۱)**

سوال:--- یا اللہ پاک حشر کے میدان میں اِنسانوں کے چہروں کی کیفیت کیسی ہوگی ؟

جواب:--- اُس روز کچھ چہرے تر و تازہ ہوں گے۔اپنے رَبّ کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔اور سمجھ رہے ہوں گے کہ اُن کے ساتھ کمر توڑ برتاؤ ہونے والا ہے۔ **(القیمہ آیت ۲۲ ۔ ۲۵)**

سوال:--- یا اللہ پاک اِنسان کے لئے جنّت میں کھانے پینے اور لوازماتِ زندگی کی سب آسائیشوں کے علاوہ کوئی ایسی نعمت بھی ہوگی۔ جس کا تعلق اُس کے ذوقِ لطیف سے ہوگا ؟

جواب:--- وہاں کوئی لغو اور جھوٹی بات نہ سُنیں گے۔ **(اُلنبا آیت ۳۵)**

سوال:--- یا اللہ پاک جنت میں نیک اَعمال کی صِرف جزاء ہی ملے گی یا کچھ اور بھی ہوگا ؟

جواب:--- جزاء اور کافی اِنعام۔تمہارے رَبّ کی طرف سے۔ **(اُلنبا آیت ۳٦)**

سوال:--- یا اللہ پاک کیا حشر کے دن آپ کے سامنے کسی کو گفتگو کی اجازت ہوگی ؟

جواب:--- جس روز رُوح اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہوں گے۔کوئی نہ بولے گا۔ سِوائے اِس کے جسے رحمٰن اجازت دے۔ اور جو ٹھیک بات *کہے۔ **(اُلنبا آیت ۳۸)**

ٹھیک بات کہے۔۔ سے مُراد شفاعت ہے۔اور فرمایا ہے کہ وہ صِرف دو شرطوں کے ساتھ ممکن ہوگی۔ایک شرط یہ ہے کہ جس شخص کو جس گنہگار کے حق میں شفاعت کی اجازت اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملے گی۔صِرف وہی شخص اُس کے حق میں شفاعت کر سکے گا۔دوسری شرط یہ ہے کہ شفاعت کرنے والا بجا اور دُرست بات کہے۔بے جا نوعیت کی سِفارش نہ کرے۔اور جس کے معاملے میں وہ سِفارش کر رہا ہو وہ دُنیا میں کم از کم کلمۂ حق کا قائل رہا ہو۔یعنی محض گُناہگار کا فرنہ ہو **(تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۲۳۲)**

سوال:---یااللہ پاک آخرت پر دُنیا کی زِندگی کو ترجیح دینے والے کا کیا حشر ہوگا ؟

جواب:--- جس نے سرکشی کی تھی اور دُنیا کی زِندگی کو ترجیح دی تھی۔دوزخ ہی اُس کا ٹھکانا ہوگی۔ **(النّٰزِعٰت آیت ۳۷۔۳۹)**

سوال:---یااللہ پاک کیا قیامت کے دِن رشتہ دار ایک دوسرے سے ہمدردی کا اِظہار کریں گے ۔

جواب:--- آخر کار وہ کان بہرے کر دینے والی آواز بُلند ہوگی۔اُس روز آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے *<u>بھاگے</u> گا۔اُن میں سے ہر شخص پر اُس دن ایسا وقت آپڑے گا کہ اُسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا۔کچھ چہرے اُس روز دمک رہے ہوں گے۔ہشاش بشاش اور خُوش و خُرم ہوں گے۔اور کچھ چہروں پر اُس روز خاک اُڑ رہی ہوگی اور مایوسی چھائی ہوگی۔یہی کافر اور فاجر لوگ ہوں گے۔ **(عَبَس آیت ۳۳۔ ۴۲)**

....

* **بھاگے گا---** بھاگنے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے اُن عزیزوں کو جو دُنیا میں اُسے سب سے پیارے تھے مُصیبت میں مُبتلا دیکھ کر بجائے اِس کے کہ اُن کی مدد کو دوڑے۔اُلٹا اُن سے بھاگے گا کہ اُسے مدد کے لئے پُکار نہ بیٹھیں۔اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ دُنیا میں خُدا سے بے خوف اور آخرت سے غافل ہو کر جس طرح یہ سب ایک دوسرے کی خاطر گناہ اور ایک دوسرے کو گُمراہ کرتے رہے۔اُس کے بُرے نتائج سامنے آتے دیکھ کر اُن میں سے ہر ایک دوسرے سے بھاگے گا کہ کہیں وہ اپنی گُمراہیوں اور گُناہ گاریوں کی ذمہ داری اُس پر نہ ڈالنے لگے۔بھائی کو بھائی سے ، اولاد کو ماں باپ سے ، شوہر کو بیوی سے اور ماں باپ کو اولاد سے خطرہ ہوگا کہ یہ کمبخت اب ہمارے خِلاف مُقدّمے کے گواہ بننے والے ہیں۔ **(تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۲۵۹ ۔ ۲۶۰)**

....

سوال:---یااللہ پاک تجارت پیشہ لوگوں میں سے کون کون سخت گھاٹے میں ہیں ؟

جواب:--- تباہی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لئے۔جن کا حال یہ ہے کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں۔تو پُورا پُورا لیتے ہیں۔اور جب اُن کو ناپ کر ، تول کر دیتے ہیں تو اُنہیں گھاٹا دیتے ہیں۔کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ایک بڑے دن یہ اُٹھا کر لائے جانے والے ہیں ؟ اُس وقت جبکہ سب لوگ ربُّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ **(اَلمطفّفین آیت ۱۔۶)**

سوال:---یااللہ پاک فَلاح پانے والے اِنسان کون ہیں ؟

جواب:--- فَلاح پا گیا وہ جس نے پاکیزگی اِختیار کی۔اور اپنے رَبّ کا نام یاد کیا۔پھر نماز پڑھی۔مگر تم لوگ دُنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر ہے۔اور باقی رہنے والی ہے۔ **(اَلاعلیٰ آیت ۱۴ ۔ ۱۷)**

سوال:---یااللہ پاک وہ کون سی بات ہے جو نیک اِنسان سے موت کے وقت بھی کہی جائے گی۔قیامت کے روز جب وہ دوبارہ اُٹھ کر میدانِ حشر کی طرف چلے گا۔اُس وقت بھی کہی جائے گی۔اور جب اللہ کی عدالت میں پیشی کا موقع آئے گا۔اُس وقت بھی کہی جائے گی۔تا کہ ہر مرحلے پر اُسے اِطمینان دلایا جائے کہ وہ اللہ کی رحمت کی طرف جا رہا ہے ؟

جواب:--- اَے نفسِ مُطمئن چل اپنے رَبّ کی طرف۔اِس حال میں کہ تُو (اپنے انجام نیک سے) خُوش (اور اپنے رَبّ کے نزدیک) پسندیدہ ہے۔شامل ہو جا میرے (نیک) بندوں میں داخل ہو جا میری جنّت میں۔ **(الفجر آیت ۲۷ ۔ ۳۰)**

سوال:---یااللہ پاک مُشقّت کے بغیر اِنسان زندگی میں کامیاب ہوسکتا ہے ؟

جواب:--- درحقیقت ہم نے اِنسان کو * مُشقّت میں پیدا کیا۔

....

* مُشقّت --- اِس کا مطلب یہ ہے کہ اِنسان دُنیا میں مزے کرنے اور چین کی بنسری بجانے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ اُس کے لئے یہ دُنیا محنت اور مُشقّت اور سختیاں جھیلنے کی جگہ ہے۔ اور کوئی اِنسان بھی اِس حالت سے گُزرے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہر اِنسان کی زندگی ماں کے پیٹ میں نُطفہ قرار پانے سے لے کر موت کے آخری سانس تک اِس بات پر گواہ ہے کہ اُس کو قدم قدم پر تکلیف، مُشقّت، محنت، خطرات اور شدائد کے مرحلوں سے گُزرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اِنسان پیدا ہی مُشقّت میں کیا گیا ہے۔

(تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۳۳۹)

....

سوال:---یااللہ پاک کیا اپنی دولت کو اپنی مرضی کے مطابق خرچ کر کے خُوشی منانا اور فخر کرنا کوئی قابلِ مذمّت فعل ہے ؟

جواب:--- کہتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال * اُڑادیا۔ کیا وہ سمجھتا ہے کہ کسی نے اُس کو نہیں * دیکھا۔ (البلد آیت ۶۔۷۔۸)

....

* اُڑادیا --- فضول خرچی کرنا جو نیکی کے کاموں میں خرچ نہ آئے نام و نمود، شان و شوکت اور فخر و تکبر کے لئے مال خرچ کرنا۔

* دیکھا --- یعنی کیا یہ فخر جتانے والا یہ نہیں سمجھتا کہ اُوپر کوئی خُدا بھی ہے۔ جو اُسے دیکھ رہا ہے۔ کہ کن ذرائع سے اُس نے یہ دولت حاصل کی۔ کن کاموں میں اُسے کھپایا اور کس نیت، کن اغراض اور کن مقاصد کے لئے اُس نے یہ سارے کام کئے ؟ کیا وہ سمجھتا ہے کہ خُدا کے ہاں فضول خرچی اِس شُہرت طلبی اور اِس تفاخر کی کوئی قدر ہوگی ؟ کیا اُس کا خیال ہے کہ دُنیا کی طرح خُدا بھی اُس سے دھوکا کھا جائے گا۔ (تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۳۴۰)

....

سوال:---یااللہ پاک کیا آپ نے نیکی اور بدی کی تمیز اور اِرادہ وعمل کی قوّت اِنسان کی فطرت میں شامل کر رکھی ہے ؟

جواب:--- اور زمین اور اُس ذات کی قسم جس نے اِسے بچھایا۔ اور نفسِ اِنسان کی اور اُس ذات کی قسم جس نے اِسے ہموار کیا۔ پھر اُس کی بدی اور اُس کی پرہیزگاری اُس پر * اِلہام کردی۔ یقیناً فَلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا۔ اور نامُراد ہوا وہ جس نے اس کو دبا دیا۔ (الشمس آیت ۶ ۔ ۱۰)

....

* اِلہام --- کا مطلب اللہ نے نیکی اور بدی دونوں کے رُجحانات اور میلانات اِنسان کے اندر رکھ دیئے ہیں۔ اور اِنسان کے لاشعور میں یہ تصورات ودیعت کر دیئے ہیں کہ اخلاق میں کوئی چیز بھلائی ہے اور کوئی چیز بُرائی ہے۔ اور بھلائی کرنا فائدہ مند۔ اور بُرائی کرنا نُقصان دہ ہے

....

سوال:---یااللہ پاک اِنسان کو سیدھا راستہ کون بتا سکتا ہے ؟

جواب:--- بے شک راستہ بتانا ہمارے ذِمّہ ہے۔ اور درحقیقت آخرت اور دُنیا دونوں کے ہم ہی مالک ہیں۔ (الّیل آیت ۱۲۔۱۳)

سوال:---یااللہ پاک کبھی کبھی اِنسان بُرے دنوں کی وجہ سے مایوس ہونے لگتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ اب اچھے دن نہیں آئیں گے۔اُسے کِس طرح اچھے دِنوں کی اُمید دلائی جاسکتی ہے ؟

جواب:--- پس حقیقت یہ ہے کہ تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے۔ بے شک تنگی کے ساتھ ۔ فراخی بھی ہے۔ **(الم نشرح آیت ۵۔۶)**

سوال:---یااللہ پاک فُرصت کا وقت کیسے گُزارا جائے ؟

جواب:--- لٰہذا جب تم فارغ ہو تو عبادت کی مُشقت میں لگ جاؤ۔اور اپنے رَبّ ہی کی طرف راغب رہو۔ **(الم نشرح آیت ۷۔۸)**

سوال:---یااللہ پاک آپ نے اپنی مخلوق میں سے کِس کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے ؟

جواب:--- قسم ہے انجیر اور زیتُون کی۔اور طُور سِینا اور اُس پُر امن شہر (مکہ) کی۔ ہم نے اِنسان کو بہترین * ساخت پر پیدا کیا۔ **(التین آیت ۱۔۴)**

بہترین * ساخت ۔۔ یعنی اِنسان کو وہ اعلےٰ درجہ کا جسم عطا کیا گیا ہے جو کسی دوسری جاندار مخلوق کو نہیں دیا گیا۔اور اُسے فکر و فہم اور علم و عقل کی وہ بُلند پایہ قابلیتیں بخشی گئی ہیں۔ جو کسی دوسری مخلوق کو نہیں بخشی گئیں۔ پھر چونکہ نوعِ اِنسانی کے اِس فضل و کمال کا سب سے بُلند نمونہ انبیاء علیہم السّلام ہیں۔اور کسی مخلوق کے لئے اِس سے اُونچا کوئی مرتبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ اللہ تعالےٰ اُسے منصبِ نبوت عطا کرنے کے لئے مُنتخب فرمائے۔ اِس لئے اِنسان کے حُسنِ تقویم پر ہونے کی شہادت میں اُن مقامات کی قسم کھائی گئی ہے جو خُدا کے پیغمبروں سے نسبت رکھتے ہیں۔ اِس کلام کا مقصود یہ ہے کہ ہم نے نوعِ اِنسانی کو ایسی بہترین ساخت پر بنایا کہ اِس میں نبوّت جیسے عظیم مرتبے کے حامل اِنسان پیدا ہوئے۔ **(تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۳۷۸)**

سوال:---یااللہ پاک ہزار مہینوں سے بہتر کون سی رات ہے ؟

جواب:--- شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔ **(القدر آیت ۔ ۳)**

سوال:---یااللہ پاک وہ کون سے ایسے اِنسان ہیں جو اپنے رَبّ سے راضی ہیں۔اور رَبّ اُن سے راضی ہے ؟

جواب:--- جو لوگ اِیمان لائے۔اور جنہوں نے نیک عمل کئے۔ وہ یقیناً بہترین خلائق ہیں۔اُن کی جزا اُن کے رَب کے ہاں دائمی قیام کی جنّتیں ہیں۔ جِن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہو رہی ہوں گی۔ وہ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ اُن سے راضی ہُوا۔اور وہ اللہ سے راضی ہُوئے۔ یہ کچھ ہے اُس شخص کے لئے جس نے اپنے رَبّ کا خوف کیا۔ **(اَلبیّنہ آیت ۷ ۔ ۸)**

سوال:---یااللہ پاک اِنسان کو غفلت میں ڈالنے والی چیز کون سی ہے ؟

جواب:--- تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دُنیا حاصل کرنے کی دُھن نے غفلت میں ڈال رکھا ہے۔ یہاں تک کہ (اِسی فِکر میں) تم لبِ گور تک پہنچ جاتے ہو۔ **(التکاثر آیت ۱ ۔ ۲)**

سوال:---یااللہ پاک کیا قیامت کے دِن اِنسان سے اُن تمام نعمتوں کے بارے میں جواب طلبی کریں گے۔ جو آپ نے دُنیا میں ہر اِنسان کو دے رکھی ہیں ؟

جواب:--- پھر ضرور اُس روز تم سے اُن نعمتوں کے بارے میں جواب طلبی کی جائے گی۔ (اَلتکاثر آیت ۔ ۸)

سوال:--- یا اللہ پاک وہ کونسا اِنسان ہے جو ہر قسم کے خسارے سے محفوظ رہتا ہے ؟

جواب:--- زمانے کی قسم۔ اِنسان درحقیقت بڑے خسارے میں ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو اِیمان لائے۔ اور نیک اَعمال کرتے رہے۔ اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔ (اَلعصر آیت ۱ ۔ ۳)

سوال:--- یا اللہ پاک اِنسان کی دو بُرائیاں بتا دیں۔ جو اُسے تباہ کر کے چھوڑیں گیں ؟

جواب:--- تباہی ہے ہر اُس شخص کے لئے جو (مُنہ در مُنہ) لوگوں پر طعن اور پیٹھ پیچھے بُرائیاں کرنے کے خُوگر ہے۔ جِس نے مال جمع کیا اور اُسے گِن گِن کر رکھا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اُس کا مال ہمشہ اُس کے پاس رہے گا۔ ہر گز نہیں ۔۔ وہ شخص تو چکنا چُور کر دینے والی جگہ میں ڈال دیا جائے گا۔ (اِلھمزہ آیت ۱ ۔ ۴)

سوال:--- یا اللہ پاک اپنی یکتائی کے مُتعلق اِرشاد فرمادیجئے۔ تا کہ ہم اُسے یاد رکھیں۔ اُس کی تلاوت کریں اور اپنی زندگی کی تاریکیوں میں اُس سے ہمیشہ نُور حاصل کرتے رہیں ؟

جواب:--- کہو ۔۔۔ وہ اللہ ہے یکتا۔

اللہ سب سے بے نیاز ہے۔

اور سب اُس کے مُحتاج ہیں۔

نہ اُس کی کوئی اولاد ہے۔

اور نہ وہ کسی کی اولاد۔

اور کوئی اُس کا ہمسر نہیں ہے۔ (اَلاخلاص آیت ۱ ۔ ۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انجامِ زندگی

سوال:---یااللہ پاک شیطان کی بات ماننے والے کا آخرت میں کیا حال ہوگا ؟

جواب:--- اور جب فیصلہ چُکا دیا جائے گا۔ تو شیطان کہے گا ۔۔ "حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے جو وعدے تم سے کیئے تھے، وہ سب سچے تھے۔ اور میں نے جتنے وعدے کیئے تھے۔ اُن میں سے کوئی بھی پورا نہ ہُوا۔ میرا تم پر کوئی زور تو نہیں۔ میں نے اِس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ اپنے راستے کی طرف تُمہیں دعوت دی۔ اور تُم نے میری دعوت پر لبیک کہا۔ اب مُجھے ملامت نہ کرو۔ اپنے ہی آپ کو ملامت کرو۔ یہاں نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری۔ اِس سے پہلے جو تم نے مجھے خُدائی میں شریک بنا رکھا تھا۔ میں اِس سے بری الذِمہ ہوں۔ ایسے ظالموں کے لئے دردناک سزا یقینی ہے" بخلاف اِس کے جو لوگ دُنیا میں ایمان لائے۔ اور جنہوں نے نیک عمل کئے وہ ایسے باغوں داخل کئے جائیں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہاں وہ اپنے رَبّ کے اِذن میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور وہاں اُن کا اِستقبال سلامتی کی مُبارک باد سے ہوگا۔ **(ابرا ہیم آیت ۲۲ ۔ ۲۳)**

سوال:---یااللہ پاک اِنسان تکبّر کیوں کرتا ہے ؟

جواب:--- تمہارا خُدا بس ایک خُدا ہے۔ مگر جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے۔ اُن کے دِلوں میں اِنکار بس کر رہ گیا ہے۔ اور وہ* **گھمنڈ** میں پڑ گئے ہیں۔ اللہ یقیناً اُن کے سب کرتوت جانتا ہے۔ چُھپے ہوئے بھی اور کُھلے بھی۔ وہ اُن لوگوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا جو غرورِ نفس میں مُبتلا ہوں۔ **(النحل آیت ۲۲ ۔ ۲۳)**

---

* **گھمنڈ میں ۔۔** یعنی آخرت کے اِنکار نے اُن کو اِس قدر غیر ذمہ دار ، بے فکر اور دُنیا کی زندگی میں مست بنا دیا ہے کہ اب اُنہیں کسی حقیقت کا اِنکار کر دینے میں باک نہیں رہا۔ کسی صداقت کی اُن کے دِل میں قدر باقی نہیں رہی۔ کسی اخلاقی بندش کو اپنے نفس پر برداشت کرنے کے لئے وہ تیار نہیں ہے۔ اور اُنہیں یہ تحقیق کرنے کی پرواہ ہی نہیں رہی کہ جس طریقے پر وہ چل رہے ہیں وہ حق ہے بھی یا نہیں۔ **(تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۵۳۴)**

سوال:---یااللہ پاک اِنسان کہتا ہے کہ حیات بعد المُمات عقل میں آنے والی بات نہیں ہے۔ اُسے کِس طرح سمجھایا جائے کہ وہ اِس کا قائل ہو جائے ؟

جواب:--- وہ کہتے ہیں ۔۔ (ا) "جب ہم صِرف ہڈّیاں اور خاک ہو کر رہ جائیں گے۔ تو کیا ہم نئے سِرے سے پیدا کر کے اُٹھائیں جائیں گے ؟ " اُن سے کہو ۔۔ "تُم پتھر ہو یا لوہا بھی ہو جاؤ۔ یا اُس سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز جو تمہارے ذہن میں قبولِ حیات سے بعید تر ہو۔ (پھر تم اُٹھ کر رہو گے۔") وہ ضرور پوچھیں گے ۔۔ " کون ہے وہ جو ہمیں پھر زِندگی کی طرف پلٹا کر لائے گا ؟ " جواب میں کہو ۔۔ " وہی جس نے پہلی بار تم کو پیدا کیا " وہ سر ہلا ہلا کر پوچھیں گے ۔۔ " اچھا ! تو یہ ہوگا کب ؟" تم کہو ۔۔ " کیا عجب وہ وقت قریب ہی آ لگا ہو۔" جس روز وہ تمہیں پُکارے گا۔ جواب میں نِکل آؤ گے۔ اور تمہارا گُمان اُس وقت یہ ہوگا کہ ۔۔ "بس ہم تھوڑی دیر ہی اِس حالت میں پڑے رہے ہیں۔" **(بنی اِسرائیل آیت ۴۹ ۔ ۵۲)**

(۲) یہ بدلہ ہے اُن کی اُس حرکت کا کہ اُنہوں نے ہماری آیات کا اِنکار کیا اور کہا -- " کیا جب ہم صرف ہڈّیاں اور خاک ہو کر رہ جائیں گے۔ تو نئے سر ے سے ہم کو پیدا کر کے اُٹھا کھڑا کیا جائے گا" کیا اُن کو یہ نہ سُوجھا کہ جس خُدا نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے۔ وہ اُن جیسوں کو پیدا کرنے کی ضرور قدرت رکھتا ہے ؟ اُس نے اُن کے حشر کے لئے ایک وقت مُقرّر کر رکھا ہے۔ جس کا آنا یقینی ہے ۔ مگر ظالموں کو اِصرار ہے کہ وہ اِس کا اِنکار ہی کریں گے۔ (بنی اِسرائیل آیت ۹۸ ـ ۹۹)

سوال:--- یااللہ پاک اِنسانوں میں فساد ڈلوانے کا مُحرّک کون ہے ؟

جواب:--- اور اے محمدؐ ! میرے بندوں سے کہہ دو کہ -- زبان سے وہ بات نِکالا کریں جو بہتر ہو۔ دراصل یہ شیطان ہے جو اِنسانوں کے درمیان فساد ڈلوانے کی کوشش کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیطان اِنسانوں کا کُھلا دُشمن ہے۔ تمہارا ربّ تمہارے حال سے زیادہ واقف ہے۔ وہ چاہے تو تم پر رحم کرے اور چاہے تو تمہیں عذاب دے۔ (بنی اِسرائیل آیت ۵۳ـ۵۴)

سوال:--- یااللہ پاک آخرت میں جب اِنسان کی حاضری آپ کے دربار میں ہوگی۔ تو اُسے اُن اَعمال سے کس قدر واقف کیا جائے گا۔ جو وہ دُنیا میں کرتا رہا تھا ؟

جواب:--- (۱) پھر خیال کرو اُس دن کا جب ہم ہر اِنسانی گروہ کو اُس کے پیشوا کے ساتھ بُلائیں گے۔ اُس وقت جن لوگوں کو اُن کا نامۂ اَعمال سیدھے ہاتھ میں دیا گیا۔ وہ اپنا کار *نامہ پڑھیں گے۔ اور اُن پر ذرّہ برابر ظلم نہ ہوگا۔ اور جو اِس دُنیا میں اندھا بن کر رہا۔ وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔ بلکہ راستہ پانے میں اندھے سے بھی زیادہ ناکام (بنی اِسرائیل آیت ۷۱ـ۷۲)

(۲) فِکر اُس دن کی ہونی چاہیئے ۔ جب کہ ہم پہاڑوں کو چلائیں گے۔ اور تم زمین کو برہنہ پاؤ گے۔ اور ہم اِنسانوں کو اِس طرح گھیر کر جمع کریں گے کہ (اگلوں پچھلوں میں سے) ایک بھی نہ چھوٹے گا۔ اور سب کے سب تمہارے رَبّ کے حضُور صف در صف پیش کئے جائیں گے، لو دیکھو آ گئے نا تُم ہمارے پاس اُسی طرح جیسا ہم نے تُم کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔ تُم نے تو یہ سمجھا تھا کہ ہم نے تمہارے لئے کوئی وعدے کا وقت مُقرّر ہی نہیں کیا ہے۔ اور نامۂ اَعمال سامنے رکھ دیا جائے گا۔ اُس وقت تم دیکھو گے کہ مُجرم لوگ اپنی کِتابِ زندگی کے اِندراجات سے ڈر رہے ہوں گے۔ اور کہہ رہے ہوں گے کہ -- ہائے ہماری کم بختی یہ کیسی کِتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں جو اِس میں درج نہ ہو گئی ہو۔ جو کچھ اُنہوں نے کیا تھا۔ وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے۔ اور تیرا رَبّ کسی پر ظلم نہ کرے گا۔ (الکھف آیت ۴۷ ـ ۴۹)

---

* **کارنامہ**-- یہ بات قُرآن میں متعدد مقامات پر بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے روز نیک لوگوں کو اُن کا نامۂ اَعمال سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اور وہ خُوشی خُوشی اُسے دیکھیں گے۔ بلکہ دوسروں کو بھی دیکھائیں گے۔ رہے بداَعمال لوگ تو اُن کا کارنامۂ سیاہ اُن کو بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اور وہ اُسے لیتے ہی پیٹھ کے پیچھے چُھپانے کی کوشش کریں گے۔ (تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۶۳۲)

سوال:--- یااللہ پاک مرنے کے بعد ہمیں دوبارہ کہاں سے اُٹھایا جائے گا ؟

جواب:--- اِسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اِسی زمین میں ہم تمہیں واپس لے جائیں۔ اور اِسی سے تم کو دوبارہ * نکالیں گے۔
(طٰہٰ آیت ۵۵)

---

* نکالیں گے۔۔ یعنی ہر انسان کو لازماً تین مرحلوں سے گزرنا ہے۔۔ ایک مرحلہ موجودہ دُنیا میں پیدائش سے لے کر موت تک کا۔ دوسرا مرحلہ موت سے قیامت تک کا اور تیسرا قیامت کے روز دوبارہ زندہ ہونے کے بعد کا مرحلہ۔ یہ تینوں مرحلے اِس آیت کی رُو سے اِسی زمین پر گزرنے والے ہیں (تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ ۹۹)

سوال:--- یا اللہ پاک آخرت کی بُنیادی حقیقت کیا ہے ؟

جواب:--- حقیقت یہ ہے کہ جو مُجرم بن کر اپنے رَبّ کے حضُور حاضر ہوگا۔ اُس کے لئے جہنّم ہے۔ جس میں وہ نہ جیئے گا نہ * مرے گا۔ اور جو اُس کے حضُور مومن کی حیثیت سے حاضر ہوگا۔ جس نے نیک عمل کئے ہوں گے۔ ایسے سب لوگوں کے لئے بُلند درجے ہیں۔ سدا بہار باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ اُن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ جزا ہے اُس شخص کی جو پاکیزگی اختیار کرے۔ (طٰہٰ آیت ۷۴ ۔ ۷۶)

---

* مرے گا۔۔ یعنی موت اور زندگی کے درمیان لٹکتا رہے گا۔ نہ موت آئے گی کہ اُس کی تکلیف اور مُصیبت کا خاتمہ کر دے۔ اور نہ جینے ہی کا کوئی لطف اُسے حاصل ہوگا۔ کہ زندگی کو موت پر ترجیح دے سکے۔ زندگی سے بیزار ہوگا مگر موت نصیب نہ ہوگی۔ مرنا چاہے گا مگر مر نہ سکے گا۔ قرآن مجید میں دوزخ کے عذابوں کی جتنی تفصیلات دی گئی ہیں۔ اُن میں سب سے زیادہ خطرناک صورتِ عذاب یہی ہے۔ جس کے تصور سے رُوح کانپ اُٹھتی ہے۔ (تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ ۱۰۷)

سوال:--- یا اللہ پاک آخرت میں دُنیا کی زِندگی کیسی معلوم ہوگی۔ اور اُس دن زمین کا کیا حال ہوگا۔ اور اِنسان کی خوش فہمیاں کس انجام سے دوچار ہوں گی ؟

جواب:--- اے محمدؐ ۔۔ اِس طرح ہم پچھلے گُزرے ہوئے حالات کی خبر تم کو سُناتے ہیں۔ اور ہم نے خاص اپنے ہاں سے تم کو ایک ذِکر (درسِ نصیحت) عطا کیا ہے۔ جو کوئی اُس سے مُنہ موڑے گا۔ وہ قیامت کے روز سخت بارِ گُناہ اُٹھائے گا۔ اور ایسے سب لوگ ہمیشہ اِس وبال میں گرفتار رہیں گے۔ اور قیامت کے دن اُن کے لئے (اِس جُرم کی ذِمّہ داری کا بوجھ) بڑا تکلیف دہ بوجھ ہوگا۔ اُس دن جب کہ صُور پھونکا جائے گا۔ اور ہم مُجرموں کو اُس حال میں گھیر لائیں گے کہ اُن کی آنکھیں (دہشت کے مارے) پتھرائی ہوں گی۔ آپس میں چپکے چپکے کہیں گے کہ دُنیا میں مُشکل ہی سے ہم نے کوئی دس دِن گُزارے ہوں گے۔ ہمیں خُوب معلوم ہے کہ وہ کیا باتیں کر رہے ہوں گے۔ (ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ) اُس وقت اُن میں سے جو زیادہ سے زیادہ مُحتاط اندازے لگانے والا ہوگا وہ کہے گا کہ۔۔ نہیں تمہاری دُنیا کی زِندگی بس ایک دن کی زِندگی تھی۔ یہ لوگ پوچھتے ہیں کہ آخر اُس دِن یہ پہاڑ کہاں چلے جائیں گے۔ کہو۔۔ کہ میرا رَبّ اُن کو دھول بنا کر اُڑا دے گا۔ اور زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنا دے گا کہ اُس میں تم

کوئی بل اور سَلوٹ نہ دیکھو گے۔ اُس روز سب لوگ مُنادی کی پُکار پر سیدھے چلے آئیں گے۔ کوئی ذرا اکڑ نہ دیکھا سکے گا۔ اور آوازیں رَحمان کے آگے دب جائیں گی۔ ایک سرسراہٹ کے سوا تم کُچھ نہ سنُو گے۔ اُس روز شفاعت کارگر نہ ہوگی۔ اِلّا یہ کہ کسی کو رَحمان اِس کی اجازت دے دے اور اُس کی بات سُننا پسند کرے۔ وہ لوگوں کا اگلا پچھلا سب حال جانتا ہے۔ اور دوسروں کو اِس کا پُورا علم نہیں ہے۔ لوگوں کے سَر اُس حَیّ قیّوم کے آگے جُھک جائیں گے۔ نامُراد ہوگا جو اُس وقت کسی ظُلم کا بارِ گُناہ اُٹھائے ہوئے ہو۔ اور کسی ظُلم یا حق تلفی کا خطرہ نہ ہوگا۔ اُس شخص کو جو نیک عَمل کرے۔ اور اِس کے ساتھ وُہ مومن بھی ہو۔ (طٰہٰ آیت ۹۹ ۔ ۱۱۲)

سوال:--- یا اللہ پاک کیا کوئی اِنسان موت سے بھی مُستثنےٰ ہے ؟

جواب:--- ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اور ہم اچھے اور بُرے حالات میں ڈال کر تم سب کی آزمائش کر رہے ہیں۔ آخر کار تمہیں ہماری ہی طرف پلٹنا ہے۔ (اُلانبیاء آیت ۳۵)

سوال:--- یا اللہ پاک کیا جہنّم میں بھی لوگ ایک دوسرے سے لڑیں گے۔ اور اگر ایسا ہے تو اُن کی لڑائی کی وجہ کیا ہوگی ؟

جواب:--- ہر گروہ جب جہنّم میں داخل ہوگا۔ تو اپنے ساتھ کے گروہ پر لعنت کرتا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب سب وہاں جمع ہو جائیں گے تو ہر بعد والا گروہ پہلے گروہ کے متعلق کہے گا -- کہ اے رَبّ ہمارے -- یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہمیں گُمراہ کیا تھا۔ اب اِنہیں آگ کا دوہرا عذاب دے۔ رَبّ فرمائے گا -- سب ہی کے لئے دوہرا عذاب ہے۔ مگر تم جانتے نہیں ہو۔

(اُلعنکبوت آیت ۔ ۵۷)

سوال:--- یا اللہ پاک اِنسان کی زندگی کا انجام کیا ہے ؟

جواب:--- (۱) ہر مُتنفّس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ پھر تم سب ہماری طرف ہی پلٹا کر لائے جاؤ گے۔

(۲) اور یہ لوگ کہتے ہیں --" جب ہم مٹّی میں رَل مِل چکے ہوں گے۔ تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کئے جائیں گے۔" اصل بات یہ ہے کہ یہ اپنے رَبّ کی مُلاقات کے منکر ہیں۔ اُن سے کہو --" موت کا وہ فرشتہ جو تم پر مقرّر کیا گیا ہے۔ تم کو پورا پورا اپنے قبضے میں لے لے گا۔ اور پھر تم اپنے رَبّ کی طرف پلٹا لائے جاؤ گے" (اُلسجدہ آیت ۱۱)

سوال:--- یا اللہ پاک مُجرم اِنسان آخرت میں اپنا انجام دیکھ کر آپ سے کیا درخواست کرے گا ؟

جواب:--- کاش دیکھو وہ وقت جب یہ مُجرم سر جُھکائے اپنے رَبّ کے حضُور ہوں گے۔ (اُس وقت یہ کہہ رہے ہوں گے۔)

"اے ہمارے رَبّ -- ہم نے خُوب دیکھ لیا۔ اور سُن لیا۔ اب ہمیں واپس بھیج دے۔ تا کہ ہم نیک عمل کریں۔ ہمیں اب یقین آ گیا ہے" (جواب میں اِرشاد ہوگا) " اگر ہم چاہتے تو پہلے ہی ہر نفس کو اس کی ہدایت دے دیتے۔ مگر میری وہ بات پوری ہوگئی جو میں نے کہی تھی۔ میں جہنّم کو جنّوں اور انسانوں سَب سے بھر دوں گا۔ پس اب مزہ چکھو اپنی اُس حرکت کا کہ تم نے اُس دن کی مُلاقات کو فراموش کر دیا۔ ہم نے بھی اب تمہیں فراموش کر دیا۔ چکھو ہمیشگی کے عذاب کا مزہ اپنے کرتوتوں کی پاداش میں۔"

(اُلسجدہ آیت ۱۲ ۔ ۱۴)

سوال:---یا اللہ پاک آخرت میں آپ کے حضور کون کس کی شفاعت کر سکے گا۔ کیونکہ آج کل تو لوگوں نے بہت سے اِنسانوں کو یہ حقوق دے رکھے ہیں کہ وہ آپ کے ہاں اُن کی سفارش کریں گے ؟

جواب:--- اور اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لئے نافع نہیں ہو سکتی۔ بجز اُس شخص کے جس کے لئے اللہ نے سِفارش کی *اجازت دی ہو۔ حتیٰ کہ جب لوگوں کے دِلوں سے گھبراہٹ دور ہو گی۔ تو وہ (سِفارش کرنے والوں سے) پُوچھیں گے کہ تُمہارے رَبّ نے کیا جواب دیا۔ وہ کہیں گے کہ ٹھیک جواب مِلا ہے اور وہ بُزرگ و *برتر ہے۔ (سبا آیت۔ ۲۳)

---

* اجازت دی ---یعنی کسی کا خود مالک ہونا۔ یا ملکیت میں شریک ہونا۔ یا مددگار خُدا ہونا تو درکنار ساری کائنات میں کوئی ایسی ہستی تک نہیں پائی جاتی جو اللہ تعالےٰ کے حضور کسی کے حق میں بطورِ خود سفارش کر سکے۔ تم لوگ اِس غلط فہمی میں پڑے ہوئے ہو کہ کچھ خُدا کے پیارے ایسے ہیں یا خُدا کی خُدائی میں کچھ بندے ایسے زور آور ہیں کہ وہ اڑ بیٹھیں تو خُدا کو اُن کی سِفارش ماننی پڑے گی۔ حالانکہ وہاں حال یہ ہے کہ اِجازت کے بغیر کوئی زبان کھولنے کی جُرأت نہیں کر سکتا۔ جس کو اِجازت ملے گی۔ وہی کچھ عرض کر سکے گا۔ اور جس کے حق میں سِفارش کرنے کی اجازت ملے گی۔ اُس کے حق میں عرضِ معروض کی جا سکے گی۔ (تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۲۰۰)

* برتر ہے ---یہاں اُس وقت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ جب قیامت کے روز کوئی سِفارش کی اجازت طلب کرے گا۔ اُس نقشے میں یہ کیفیت ہمارے سامنے آتی ہے کہ طلبِ اجازت کی درخواست بھیجنے کے بعد شافع کے چہرے سے مشفوع بھانپ جاتا ہے کہ معاملہ کچھ اِطمینان بخش ہے۔ تو اُس کی جان میں جان آ جاتی ہے۔ وہ آگے بڑھ کر شافع سے پوچھتا ہے کہ کیا جواب آیا۔ شافع جواب دیتا ہے کہ ٹھیک ہے۔ اِجازت مِل گئی ہے۔ اِس بیان سے جو بات ذہن نشین کرانی مقصود ہے وہ یہ کہ نادانو۔ جس بڑے دربار کی شان یہ ہے۔ اُس کے متعلق تم کس خیالِ خام میں پڑے ہو کہ وہاں اپنے زور سے کوئی تمہیں بخشوا لے گا۔ یا کسی کی مجال یہ ہو گی کہ وہاں مچل کر بیٹھ جائے۔ اور اللہ سے کہے کہ یہ تو میرے متوسّل ہیں۔ انہیں تو بخشنا ہی پڑے گا۔ (تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۲۰۰)

سوال:---یا اللہ پاک قیامت کے دن اپنی قبر سے نِکل کر اِنسان کیا محسوس کرے گا ؟

جواب:--- پھر ایک صُور پھونکا جائے گا۔ اور یکایک یہ اپنے رَبّ کے حضور پیش ہونے کے لئے اپنی قبروں سے نِکل پڑیں گے۔ گھبرا کر کہیں گے۔ "ارے یہ کِس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اُٹھ کھڑا کیا ہے" "یہ وہی چیز ہے جس کا خُدائے رحمان نے وعدہ کیا تھا۔ اور رسولوں کی بات سچّی تھی" ایک ہی زور کی آواز ہو گی۔ اور سَب کے سَب ہمارے سامنے حاضر کر دئے جائیں گے۔ (یٰسین آیت ۵۲ ۔ ۵۳)

سوال:---یا اللہ پاک قیامت کے دن آپ مُجرموں کو کون سی بات یاد دلائیں گے ؟

جواب:--- (۱) اور اے مُجرمو۔ آج تم چھٹ کر الگ ہو جاؤ۔

آدم کے بچّو ۔۔ کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی۔ کہ شیطان کی بندگی نہ کرو۔ وہ تمہارا کُھلا دشمن ہے۔ اور میری بندگی کرو۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔ مگر اِس کے باوجود اُس نے تم میں سے ایک گروہِ کثیر کو گُمراہ کر دیا۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے تھے۔ یہ وہی جہنّم ہے جس سے تم کو ڈرایا جا رہا تھا۔ جو کُفر تم نے دُنیا میں کرتے رہے ہو اُس کی پاداش میں اب اِس کا ایندھن بنو۔

(یٰسین آیت ۵۹ ۔ ۶۴)

(۲) بس ایک ہی جھڑکی ہوگی۔ اور یکا یک یہ اپنی آنکھوں سے (وہ سب کچھ جس کی خبر دی جا رہی ہے) دیکھ رہے ہوں گے۔ اُس وقت یہ کہیں گے ہائے ہماری کم بختی یہ تو یوم اُلجزاء ہے۔ "یہ وہی فیصلے کا دن ہے۔ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے" **(الصّٰفّٰت آیت ۱۹۔۲۰)**

سوال:۔۔۔ یا اللہ پاک جہنّم اور جنّت میں داخلہ کے موقع پر انسانوں سے فرشتے کیا کہیں گے ؟

جواب:۔۔۔ (اِس فیصلے کہ بعد) وہ لوگ جنہوں نے کُفر کیا تھا جہنّم کی طرف گروہ در گروہ ہانکیں جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے۔ تو اُس کے دروازے کھولے جائیں گے۔ اور اُس کے کارندے اُن سے کہیں گے۔۔" کیا تمہارے پاس تمہارے اپنے لوگوں میں سے ایسے رسُول نہیں آئے تھے جنہوں نے تم کو تمہارے رَبّ کی آیات سُنائی ہوں۔ اِس بات سے ڈرایا ہو کہ ایک وقت تمہیں یہ دن دیکھنا ہوگا" وہ جواب میں کہیں گے۔۔ "ہاں آئے تھے مگر عذاب کا فیصلہ کافروں پر چپک گیا۔" کہا جائے گا۔۔ "داخل ہو جاؤ جہنّم کے دروازوں میں۔ یہاں اب تمہیں ہمیشہ رہنا ہے۔" بڑا ہی بُرا ٹھکانا ہے یہ متکبّروں کے لئے۔ اور جو لوگ اپنے رَبّ کی نافرمانی سے پرہیز کرتے تھے۔ اُنہیں گروہ در گروہ جنّت کی طرف لے جایا جائے گا۔ یہاں تک کے جب وہ وہاں پہنچیں گے۔ اور اُس کے دروازے پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے۔ تو اُس کے منتظمین اُن سے کہیں گے۔۔ "سلام ہو تم پر۔ بہت اچھے رہے۔ داخل ہو جاؤ اِس میں ہمیشہ کے لئے" وہ کہیں گے۔۔" شُکر ہے اُس خُدا کا جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دیکھایا۔ اور ہم کو زمین کا وارث بنایا۔ اب ہم جنّت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں۔" پس بہترین اَجر ہے عمل کرنے والوں کے لئے۔ **(اَلزمر آیت ۷۱ ۔ ۷۵)**

سوال:۔۔۔ یا اللہ پاک کیا یہ اِنسانی جسم جسے ہم بڑے ناز و نعم سے پالتے ہیں اور بڑی آرائیش و زیبائیش سے رکھتے ہیں۔ آخرت میں خود ہمارا دُشمن ہو جائے گا ؟

جواب:۔۔۔ اور ذرا اُس وقت کا خیال کرو جب اللہ کے دُشمن دوزخ کی طرف جانے کے لئے گھیر لائے جائیں گے۔ اُن کے اگلوں کو پچھلوں کے آنے تک روک رکھا جائے گا۔ پھر جب سب وہاں پہنچ جائیں گے۔ تو اُن کے کان اور اُن کی آنکھیں اور اُن کے جسم کی کھالیں اُن پر گواہی دیں گی کہ وہ دُنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔ وہ اپنے جسم کی کھالوں سے کہیں گے۔۔ "تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی۔" وہ جواب دیں گی۔۔" ہمیں اُسی خُدا نے گویائی دی ہے۔ جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا ہے۔ اُسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔ اور اب اُسی کی طرف واپس لائے جا رہے ہو۔ تم دُنیا میں جرائم کرتے وقت جب چُھپتے تھے تو تمہیں یہ خیال نہ تھا کہ تمہارے بہت سے اَعمال کی اللہ کو بھی خبر نہیں ہے۔ تمہارا یہی گُمان جو تم نے اپنے ربّ کے ساتھ کیا تھا۔ تمہیں لے ڈوبا۔ اور اُسی کی بدولت تم خسارے میں پڑ گئے۔" اُس حالت میں صبر کریں (یا نہ کریں) آگ ہی اُن کا ٹھکانا ہوگی۔ اور اگر رُجوع کا موقع چاہیں گے تو کوئی موقع اُنہیں نہ دیا جائے گا۔ ہم نے اُن پر ایسے ساتھی مُسلّط کر دئے تھے جو اُنھیں آگے اور پیچھے ہر چیز خُوشنما بنا کر دکھاتے تھے۔ آخر کار اُن پر بھی وہی فیصلہ عذاب چسپاں ہو کر رہا جو اُن سے پہلے گزرے ہوئے جنّوں اور اِنسانوں کے گروہوں پر چسپاں ہو چُکا تھا۔ یقیناً وہ خسارے میں رہ جانے والے تھے۔ **(حٰمٓ السجدہ آیت ۱۹۔ ۲۵)**

اقوالِ زرّیں

* دِل کی قوّت ذکرِ الٰہی میں ہے۔

* دماغ کی قوّت تلاوت قرآن پاک میں ہے۔

* جسم کی تندرستی نماز قائم کرنے میں ہے۔

* روح کی راحت درود شریف میں ہے۔

آپ تمام کی دُعاؤں کے طالب۔۔

مسز ن خان اور مسز سیّدہ قمر رضوی

سوال:---یا اللہ پاک آپ نے فرمایا ہے کہ حشر کے دِن تمام اِنسان تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ اپنی رحمت کے صدقے میں ہمیں اُن کی کیفیّات سے واقف کریں۔ تاکہ ہم بھی اپنا جائزہ لے سکیں۔ اور بہترین گروہ میں شامل ہونے کے لئے پُوری پُوری کوشش کریں ؟

جواب:---(۱) آگے والے تو پھر آگے والے ہیں وہی تو مُقرّب لوگ ہیں۔ نعمت بھری جنّتوں میں رہیں گے۔ اگلوں میں سے بُہت ہوں گے اور پچھلوں میں سے کم۔ مُرصّع تختوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھیں گے۔ اُن کی مجلسوں میں ابدی لڑکے شراب چشمہ جاری سے لبریز پیالے اور کنسٹر اور ساغر لئے دوڑتے پھرتے ہوں گے۔ جسے پی کر نہ اُن کا سر چکرائے گا۔ نہ اُن کی عقل میں فتُور آئے گا۔ اور اُنکے سامنے طرح طرح کے لذیذ پھل پیش کریں گے۔ کہ جسے چاہیں چُن لیں۔ اور پرندوں کے گوشت پیش کریں گے کہ جس پرندے کا چاہیں اِستعمال کریں۔ اور اُن کے لئے خوبصورت آنکھوں والی حُوریں ہوں گی۔ ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔ یہ سب کچھ اُن اَعمال کی جزا کے طور پر اُنہیں ملے گا جو وہ دُنیا میں کیا کرتے۔ وہاں وہ کوئی بیہُودہ کلام یا گُناہ کی بات نہ سُنیں گے۔ جو بات بھی ہو گی ٹھیک ٹھیک ہو گی۔

(۲) اور دائیں بازو والے۔۔ دائیں بازو والوں کی خُوش نصیبی کا کیا کہنا۔ وہ بے خار بیریوں اور تہ بہ تہ چڑھے ہوئے کیلوں اور دُور دُور تک پھیلے ہوئے چھاؤں۔ اور ہر دم رواں پانی۔ اور کبھی ختم نہ ہونے والے اور بے روک ٹوک ملنے والے بکثرت پھلوں اور اُونچی نشست گاہوں میں ہوں گے۔ اُنکی بیویوں کو خاص طور پر نئے سِرے سے پیدا کریں گے۔ اور اُنہیں باکرہ بنا دیں گے۔ اپنے شوہروں کی عاشق اور عُمر میں ہم سِن۔ یہ کچھ دائیں بازو والوں کے لئے ہے۔ وہ اگلوں میں سے بُہت ہوں گے اور پچھلوں میں سے بھی بہت۔

(۳) اور بائیں بازو والے۔۔ بائیں والوں کی بدنصیبی کا کیا پُوچھنا۔ وہ لُو کی لپیٹ اور کھولتے ہوئے پانی اور کالے دُھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔ جو نہ ٹھنڈا ہو گا نہ آرام دِہ۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اِس انجام کو پہُنچنے سے پہلے خُوشحال تھے۔ اور گُناہِ عظیم پر اِصرار کرتے تھے۔ کہتے تھے۔۔ " کیا جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر رہ جائیں گے۔ تو پھر اُٹھا کھڑے کئے جائیں گے ؟ اور کیا ہمارے وہ باپ دادا بھی اُٹھائے جائیں گے جو پہلے گُزر چکے ہیں۔"

اے نبیؐ --- اِن لوگوں سے کہو یقیناً اگلے اور پچھلے سَب ایک روز ضُرور جمع کئے جانے والے ہیں۔ جس کا وقت مُقرّر کیا جا چُکا ہے۔ پھر اے گُمراہو اور جھٹلانے والو۔ تم شجرِ زقوم کی غِذا کھانے والے ہو۔ اُسی سے تم پیٹ بھرو گے۔ اور اُوپر سے کھولتا ہوا پانی تونَس لگے ہوئے اُونٹ کی طرح پیو گے۔ یہ ہے بائیں والوں کی ضیافت کا سامان روزِ جزا میں۔

(اُلواقعہ آیت ۷۔ ۵۵)